اس میں کیا ہے؟

کلمہ طیبہ کی تفصیلی تسلیم و تصدیق، تحقیق اور پہچان
دین اسلام جامع کل ادیان
محمد رسول اللہ کل نبیوں اور رسولوں کے سلطان رسول جہان
خلق کی جان خالق کے نشان
آپ پر ایمان سب نبیوں اور رسولوں پر ایمان
انکار دین اسلام انکار کل ادیان
اس کی سزا دنیا میں پریشانی آخرت میں عذاب و خسران
اس کی جزا دنیا میں خودداری آخرت میں نجات و امان

اس کی تحقیق عرفان

حضرت غیب سے شہود کی بود حضرت شہود سے غیب کی نمود
مجرد غیب بلا ظہور شہود عبث اور تعطیل
مجرد شہود بلا ظہور غیب کفر و تشریک

غلط فہمی عدم ادراک عرفان ذات حق..... نقص ایمان ماعرفناک کے کاف مخاطب سے رمز ادراک و عرفان لن ترانی کی لاعلمی، فثم وجہ اللہ سے چشم پوشی جہل و عدم تحقیق سے خدا سے دوری اور خودی حقیقی سے محرومی بصیرت سے انکشاف خدائی جلوہ الٰہی ادراک خودی سرور ابدی دنیا میں بھی اخری میں بھی سُبحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمدِہٖ۔

فہرست مضامین کلمۂ طیبہ

نام کتاب	کلمہ طیبہ
باراول	۱۳۶۹ھ
باردوم	۱۴۱۶ھ
بارسوم	۴ر شوال المکرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء
تعداد اشاعت	۱۰۰۰
نام مطبع	اسماء پرنٹرز، اورنگ آباد
کمپوزنگ	(ساجد نقوی) ایشین کمپیوٹر، بڈی لین، اورنگ آباد۔
ہدیہ	

☆به تعاون خیر☆

مولانا شاہ مشتاق احمد المعروف الہ نما شاہ قادری الچشتی،

اورنگ آباد

☆ناشر اداره النور☆

بیت النور، چینچل گوڑہ، حیدر آباد ۲۴

(اللہ، الٰہ ہے) حبیب
محمد رسول ہیں، صاحب

دعوت، تسلیم و تصدیق ذات،
ترغیب، تحقیق و ادراک کی"

لا الٰہ الا اللہ

(کلمہ طیبہ ←
نہیں

ذات ۱
صفات ۲
افعال ۳
آثار ۴
اسم صفتی
معبود

علم حق ہے) ←
لک
سوائے
لفظ استثناء

لِلّٰہ
اسم ذات
قایم بخود، خالقِ خلق"

یعنی
خلق
اصنام، اوثان

لائے نفی، الوہیت
غیر اللہ یعنی
(خلق سے)

لا، خلق کے الٰہ ہونے کا انکار کرتا ہے
الا، اللہ کے الٰہ ہونے کا اثبات کرتا ہے
تسلیماً اجمالی، نفی سے نجات، تحقیقاً، تفصیلی نفی و اثبات سے یافت" (و اثبات)

یہ ملتا کس سے ہے!
محمد رسول اللہ سے

صورت میں بے مثل بشر" یہ رسول کیا دیتے ہیں، اللہ کی الوہیت، اللہ کی معیت،

سیرت میں سراپا قرآن

حقیقت میں نور اللہ اور عبد اللہ ماشاء اللہ

مرکز ذات خلق ہیں

محمد رسول اللہ

(اسم ذاتی) (اسم وصفی)

یہ رسول کہاں دیتے ہیں، یہاں بھی وہاں بھی،

یہ رسول کس کے لئے ہیں سب کیلئے"

محمد رسول ہیں

خلق کیلئے نور بھی ہیں رسول بھی

یہ اسم ذاتی ہے

آپ رحمۃ للعالمین ہیں

آپ کے نور سے سب کا ظہور ہے

سراہے گئے ہیں بھیجے ہوئے

کیا لیکر آئے ہیں،

لا الہ الا اللہ —

اللہ کے

حامل کلام ہے کے ہیں

"لا الہ الا اللہ" سے کلام اللہ کے

معارف لا الہ الا اللہ

مری فنا ہے بقاء لا الہ الا اللہ
ہے مجھ میں نور خدا لاالہ الا اللہ
میں اس کا آئینہ ہوں وہ ہے آئینہ میرا
یہی ہے راز میرا لا الہ الا اللہ
میں ہی ہوں نور محمدؐ جو ہیں رسول اللہ
میں ہوں ظہور خدا لا الہ الا اللہ
میں بندہ حق کا ہوں لیکن خدا نما بندہ
خدا ہے بندہ نما لا الہ الا اللہ
خدائی مجھمیں ہے ساری خدائی میں میں ہوں
عجب ہے بھید میرا لا الہ الا اللہ
خودی مٹی تو خود آیا خدا خودی میں نظر
ہمیں تھے اس جدا لا الہ الا اللہ
پڑھایا ہے مجھے اس طرح پیر نے کلمہ
کہ آپ خود میں بنا لا الہ الا اللہ
انا کو پلٹو انا ہی ڈھونڈتے کیا ہو
یہی ہے صاف پتا لا الہ الا اللہ
تمھیں میں وہ ہے خبر بھی ہے کچھ تمھیں غوثی
وہی ہو ہے انا لا الہ الا اللہ

جزو ثانی کلمہ طیبہ

ادھر بھی اک نظر مولا محمد رسول اللہ
میں دل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسول اللہ
مرے دل میں مری جاں میں تمہیں ہو یا رسول اللہ
میں قربان تم پہ ہوں شاہا محمد رسول اللہ
یہ کہکر جھومتا ہوں آپ کی الفت میں مستانہ
محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ
نہ ہوتے آپ مولا اگر خدا ہوتا کہاں ظاہر
کہ نور حق ہو تم آقا محمد رسول اللہ
خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدہ دل سے
نہ پایا ایک بھی تم سا محمد رسول اللہ
خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں
وہ دیکھے آپ کا جلوہ محمد رسول اللہ
جمال لا الہ الا اللہ دیکھتا ہے وہ
ہیں جس کے آگے آئینہ محمد رسول اللہ
وہ اپنی سیر باطن سے جو نکلا سیر ظاہر کو
بنا الحمد اللہ کیا محمد رسول اللہ
بھلا کیا شئے ہے غوثی جو نمودو بود میں آئے
یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمد رسول اللہ

مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ نُوْرُه

کتاب جامعِ اعتبارات عقاید و حقایق و دقایق و معارف الوہیت

المسمّٰی بہ

کلمہ طیبہ

تصنیف منیف کنز العرفان ابو الایقان مبلغ اسلام واحسان

پیر و مرشد مولنا الحاج حضرت **سیّدی غوثی شاہ** قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خاص و جانشین شمس العارفین حضرت سیدنا کمال اللہ شاہ المعروف بہ مچھلی والے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

باھتمام

اَلحاج مولانا غوثوی شاہ

خلف خلیفہ و جانشین الحاج حضرت سیّدی پیر صحوی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

● بہ تعاونِ خیر ●

مولانا شاہ محمد مشتاق احمد اِلٰہ نما شاہ قادری چشتی

خلیفہ حضرت شاہ سعد اللہ رحمتہ اللہ علیہ

ناشر ادارۂ النور بیت النور چنچل گوڑہ، حیدر آباد ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذر

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُورٌ

حامِلِ فاعلم انّہٗ لَا اِلٰہ الا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اسم مبارک سے مَعْنُونْ

اُنہی کی دی ہوئی چیز اُنہی کے نذر

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

مجمین غوثی وہ ہیں، اُن کی چیز ہے

آئینہ ہوں اُن کے خط و خال کا

فقیر غوثی

۷۸۶
۹۲

حمد

الحمد لِله ساری حمد اور تعریف اُسی محمود حقیقی کیلئے ہے۔ جس نے اپنی الوہیت کا تحفہ کلمۂ طیبہ لَااِلٰہ اِلَّااللّٰہ محمدٌ رّسول اللّٰہ کے قلب وزبان سے ہمیں دیا اور خود حقیقتاً وہی حامد و محمود ہے۔ عجب اللہ ہے کہ غیب وشہادت اُسی کے کمال الوہیت سے قائم اور ظہور میں آئے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ الوہیت کا جلوہ نہ ہو تو کبھی موجود ہو سکیں نہ مخلوق۔ ھوالذی فی السماء اِلٰہٌ وفی الارض اِلٰہ ط ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

ثناء الحمدللہ احدیت جب قل ہو اللہ ہے۔
تو غوثی میں ہے کیا جلوہ نہاں تیرا عیاں تیرا

محمدؐ رسول اللہ علمبردار لاَ اِلٰہَ الا اللہ مظہر کُلّی لاَ اِلٰہ الااللہ تجلی اول، نور خاص، آئینہ ذات اللہ ممدوح اِلٰھیہ، منظور ذات اللہ باعث نمودِ خلق اللہ حبیب اللہ وہ رحمٰن تو یہ رحمۃ للعالمین وہ رؤف ورحیم تو یہ بھی رؤف ورحیم وہ اپنا آپ حامد و محمود تو یہ بھی اس کے ممدوح و محمود۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ وہ نور مطلق اللہ نور۔ (السمواتِ والارض) تو یہ نور مجرد، قدجاءکُم من اللہِ نور۔ ادھر فاعلم انہ لاالہ الااللہ تو ادھر واعلمواان فیکم رسول اللّٰہ ان کی بات سے خدا کی بات ملتی ہے توانکی ذات سے خدا کی

ذات سے ملے گی۔ ان کو پہچانو تو خدا کو پہچانو گے۔ ان کو بھولے تو خدا کو بھولے۔ خدا کو بھولے تو خود کو بھولے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ محیط کل شئیؔ ہے تو یہ بھی باعتبار رحمۃ للعالمین محیط کل شئیؔ ہے۔ ان کی رحمتِ رحمانیہ بغیر اس نسبتِ رحمت عالمیان کے ظہور فرما نہیں ہوتی۔ یہی ہے سرلو لاك لما اظهرتُ رُبُوبيتى، انامن نوراللهِ والخلق كلهم من نورى"۔۔ ۔

محمدؐ حامد و محمود وے راخالقش بستود　　　　حضرت جامیؒ

کزو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہ ہابینا

امابعد۔ کلمہ طیبہ تصنیف ہذا جس کا کئی سال سے اشاعت میں لانا مرکوز خاطر تھا لیکن وقت کا تقاضہ مولیٰ تعالیٰ کا منشاء اب تھا۔ اسکے خصوصیات من اللہ جو قلب فقیر پر فائز ہوئے، فضل الٰہی وانوار رسول اللہی ہیں۔ نور قرآن کی روشنی میں کلمہ طیبہ کے ان اعتبارات کو بتایا گیا جو قرآن میں کئی جگہ ہیں۔ لیکن وہ جب اس ترتیب میں نمایاں ہوتے ہیں تو ایک بصیرت خاص کا ظہور ہوتا ہے۔ نفی، اثبات، مقصد دعوت اعتبارات الوہیت اور ہر اعتبار الوہیت کو آیات قرآنیہ سے ہی بتایا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ فہم کھول دیں تو مسلم و مومن، اسلام و ایمان میں کامل ہو کر مقربین وصدیقین کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے اور جو اس کا طالب نہ ہو، تو بھی اس کی تسلیم و تصدیق سے ایمان کو مستحکم کر سکتا ہے۔ علمِ لا الٰہ الا اللہ اہم ہے اور دعوت اِلٰہ واحد فرض، کلمہ طیبہ، دعوتی اور جاننے ماننے کی چیز ہے لیکن یہ عجیب دور ہے کہ اس طرف عوام تو متوجہ ہیں ہی نہیں، خواص میں علماء کا بھی یہی حال ہے جتنا کہ وہ فلسفہ یا فقہ وغیرہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اتنا اس کی

طرف نہیں کرتے اسی طرح مشائخین و مرشدین کے طبقے میں بھی اکثر اس کو ذکر ہی پہ لئے چھوڑا جاتا ہے۔ بعض جو سلوک مطلقہ یا سلوک علم حقیقی کا ذوق رکھتے ہیں وہ بھی محض تصوف کے عنوان اور اصطلاحات کی طرف ہی متوجہ رہتے ہیں اور ان میں اکثر بلا فہم و عقاید صیحہ محض اصطلاحات کا مشغلہ رکھتے ہیں ان کا یہ حال ہے کہ کاملین فن سے اصطلاح کے دقائق نہیں سمجھتے یوں ہی رسمی کتابی یا غیر تحقیقی طور پر اصطلاحات کی اٹکل چلاتے ہیں جس کا نتیجہ الحاد و گمراہی اور زندقہ ہوتا ہے اس اعتبار سے بعض کا نظریہ یہ ہو جاتا ہے کہ اصطلاحات اچھی چیز نہیں، گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں وغیرہ نعوذ باللہ انہیں اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ نفس دین میں خود احادیث شریف وفقہ احکام و تفسیر قرآن وغیرہ میں اصطلاحات موجود ہیں، اور ضروری بھی، ورنہ تفسیر واحادیث کی صحت اور فقہ کے علم کا پایہ ہی کھوکھلا ہو جائے گا۔ تو پھر کیوں علوم قرب اور فقہ بصیرت میں اصطلاح نہ ہو۔ یاد رہے کہ جیسے جس علم کی بلندی ہو گی ویسے ہی اس علم کی اصطلاح بلند پایا ہو گی اور اس سے لا علمی بے مائگی ہے" اور پھر لا مناقشۃ فی الاصطلاح مسلمہ مسئلہ ہے۔

واضح ہو کہ اسرار توحید و رموز قرآن، علوم ولایت، بصیرت محمدیہ، انوار ذاتیہ، الٰہیہ، جو کہ قرآن میں باعتبار معیت و احاطت قرب واقربیت، ربوبیت وہویت، کھلے طور پر ہیں جن کے مبین و مشرح و معلم باعتبار شرح صدر و علم لدنی مقربین و صدیقین و اولیائے کاملین ہیں ان کے ان اعتبارات عالیہ کو بعض اہل ظواہر جو صرف فقہ واحکام عقائد و حدیث و قرآن کے ظاہری اعتبارات کے اپنی

فہم سے تسلیم و تصدیق کرنے والے ہیں۔ بے سمجھی اور عدم تحقیق اور بے بصیرتی سے محققین مذکور پر الزام لگا دینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے اور اپنے اس گناہ کی پاداش میں اشد ترین گناہ قساوت قلبی مول لیتے ہیں۔

جیسے کہ بعضوں نے اپنی کسی کتاب میں بعض صدیقین و مقربین ' قطب الاقطاب وغیرہ کی نسبت بے سمجھی اور ناواقفیت سے لکھ مارا کہ وہ اور امثالہم کانوا من الملاحدۃ یعنی یہ حضرات ملحد تھے۔ (نعوذ باللہ) جسارت تو دیکھئے کہاں وہ کہاں یہ اور پھر مسئلہ شرعیہ کے لحاظ سے اگر وہ ملحد نہ ہوں تو یہ مفت مارے گئے خود ملحد ٹھیرے۔ اسی طرح ان کے پیروؤں سے بھی بعض ایسے دریدہ دہن ہوتے ہیں جو محققین و اولیائے مقربین کی شان میں اس قسم کی گستاخی کرکے عند اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ' ماخوذ و عند المحققین معتوب ہو جاتے ہیں اور بعض تو ایسے بھی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں کہ اپنے جہل اور کج فہمی سے خود اپنے محترم محققین اہل سلسلہ ہی پر اعتراض و طعن کی ابتداء کرکے خود اپنے مرشدین اور بڑھتے بڑھتے ان کے اوپر کے مرشدین و اولیائے عظام کو بھی اپنی گستاخیوں اور جاہلانہ طعنوں کا ہدف بنا دیتے ہیں طرفہ یہ کہ اس گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے ' وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ طریق کتاب و سنت یہی ہے اور اس غلطی میں پڑے ٹامک ٹوئیے مارتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ بیچارے اپنے معمولی سے علم اور اس کی بے بضاعتی پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور حق سے دور اور یہ تو کیا ' ضد نفس کی وجہ اور کچھ فہم صحیح کی غلطی سے اچھے اچھے علم رکھنے والے بھی راہ حق سے ہٹ گئے اور ہٹ جاتے ہیں"

رہے اختلافات " یہ اور چیز ہیں لیکن ذرا ذرا سے اختلافات پر شدت کرنا اور

کتاب و سنت کا لفظ ناسمجھوں کیلئے آڑ کی ٹٹی بنا کر مخالفت اور تعصب برتا بہت بڑی چیز ہے۔

توہین اولیاء توہین حق تعالیٰ ہے ان کے علوم کا انکار علوم الٰہیہ وبصیرت قرآنیہ اور ویسے بھی علم حق میں تاویل بدعت سئیہ ہے

بر ہوا تاویل قرآں می کنی پست وکژ شد از تو معنی سنی

گستاخی دہریت ہے اور نیچر پن اور بے ادبی اہل اللہ کے ساتھ محرومئے مقامات عالیہ اور باعث ابتلائے بدعات سئیہ ہے اور دین تو تمام ادب ہی ہے۔

مولانا رومیؒ

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق گردد اندر وادیٔ حیرت غریق

ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست رہزن مرداں شد و نامرد اوست

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہماں آفاق زد

اس کا ادنیٰ نقصان یہ ہوتا ہے کہ قرب و اقربیت الٰہیہ اور حکم قرآنیہ کے منکر ہو کر رموزِ شریعت طریقت و حقیقت و بصیرت محمدیہ سے پھر جاتے ہیں اور یہ پہلی قسط ہے۔

گستاخی اور بے ادبی اگر بمقابلہ رسول ہو تو اس کی سزا مشرکین کی سزا ہے یعنی حبط اعمال اور لعنت (اللھم احفظنا) یاآیھا الذین امنو لا ترفعوآ اصواتکم فوق صوتِ النبی ولا تجھرولہ بالقول کجھرِ بعضِکم لِبعضٍ ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے اور مت آواز بلند کرو اوپر اسکے بیچ بولی کے جیسا بلند کرتے ہیں بعضے تمہارے واسطے بعضے کے ایسا نہ ہو کہ کھوئے جاویں عمل تمہارے اور تم نہ سمجھتے ہو (پ۲۶ الحجرات ع ۱)

یہ ایمان والوں سے خطاب ہے اور آواز نبی پر آواز بڑھانے کی بے ادبی پر سزائے حبط اعمال ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ یُوءذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہ لَعَنَھُم اللّٰہُ فی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُم عَذَابًا مُّھِیناً۔ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اسکے کو لعنت کی ہے ان کو اللہ نے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور تیار کیا ہے واسطے ان کے عذاب رسوا کرنے والا (پ ۲۲ الاحزاب ع)

ایذا' اس سے پہلے قرآن کے دسویں پارہ سورۃ التوبہ میں بتایا گیا ہے کہ (منافق صرف ہُوَ اُذن کہتے) یعنی کچے کان کے اتنی ہی بات کی ایذا پر لعنت فرما گیا ہے "غور طلب ہے" اور اگر گستاخی و بے ادبی بمقابلہ اولیاء اللہ ہو تو خدا سے جنگ ہے اور راہ جہنم۔ مَنْ عَادی لِی وَلِیاً فقد آذنتہ بِاالْحرب جس نے میرے ولی سے دشمنی کی بیشک وہ مجھ سے اعلان جنگ کرتا ہے (حدیث قدسی) چنانچہ اسی پر بڑے بڑے علمائے باللہ اور اولیاء اللہ کی ترجمانی حضرت مولنا روم نے کی ہے

ہاں وہاں ترک حسد کن باشہاں	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
کو بدل گشت و بدل شد کار او	لطف گشت و نور شد مر نار او
ہرچہ گیرد علتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود
جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود
آنچہ صاحبدل بداند حال تو	تو ز حال خود ندانی اے عمو
پاسبان آفتاب اند اولیا	در بشر واقف ز اسرار خدا
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب

اَللّٰھمَ اَعطنی حُبّکَ وحُب مَن یُحبتک آمین — غوثی

بسم اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیم

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلّی عَلےٰ رَسُولِہٖ الکریم ہ

کلمۂ طیّبہ

بات پاکیزہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نہیں ہے کوئی (یعنی شئے مخلوق) الہ و معبود (واقعتہً) سوائے (مگر) اللہ یعنی (قائم بخود) کے

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے ہیں اللہ (قائم بخود) کے

یہ دعوتی کلمہ ہے سارے عالم کیلئے ہے صدق ہے حق ہے۔ نور ہے۔ منجی ہے۔ مُصلح امور دینی و دنیاوی ہے۔ کائنات سے منتسب، سب موجودات پر حاوی، خودداری و خودی حقیقی کا علم بردار، خدا اور خدائی کا آئینہ دار، بت پرستی کو حق پرستی، خود نمائی کو خدا نمائی سے بدلنے والا۔ جلوہ حق کو دنیا اور آخرت میں دکھانے والا۔ خدا اور خودی سے ملانے والا۔ مایا کی کایا۔ بغیر تبدیل کے پلٹنے والا، اس کے اقرار تصدیق سے نجات بتان ساکن و متحرک کی بندگی اور غلامی سے آزادی تحقیق و ادراک سے قریب حق و وصال، سرور ابدی، سکون حقیقی"

یہ کہاں تھا؟ اللہ میں 'یعنی علم حق میں'

کہاں آیا؟ رسول اللہ میں 'اب کہا ہے ؟ قلب مومن میں، یعنی ہم

میں کیسے آیا؟ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے یہ کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔

اس کے انکار سے قید و بند، دنیا میں اضطرار، حزن و ملال، آخرت میں عذاب و وبال، اس سے غفلت، خود سے اور حق سے دوری اور پریشانی۔

اس کے تین درجے ہیں

۱	۲	۳
تسلیم و تصدیق	نظر و مشاہدہ	علم و ادراک

اس کے جزو دو ہیں:۔

پہلا الوہیت دوسرا رسالت

الوہیت یعنی لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ اس کے بارہ حروف ہیں

رسالت یعنی محمد رسول اللہ اس کے بھی بارہ حرف ہیں بے نقط ہیں، یعنی حرف نوری، مطلب یہ کہ یہ سب نور کا بیان ہے 'دونوں کی تسلیم اسلام، تصدیق ایمان، تحقیق احسان۔

ترکیبی معنی بہ الفاظ

لا' لفظ و حرف نفی 'الٰہ' اسم و صفی 'نکرہ' الاّ' لفظ و حرف استثنا' اللہ' اسم ذات مستثنےٰ۔

معنی باعتبار عبارت

لآ: نہیں کوئی یعنی شئے' مخلوق الٰہ و معبود' قابل پرستش' محتاج الیہ (یعنی خود بے حاجت اور سب کا حاجت روا)

اِلاّ: مگر اللہ یا سوائے اللہ کے جو سب کا پیدا کرنے والا اور اپنی ذات

سے آپ قائم موجود حقیقی اور صاحب الوہیت ہے۔

الوہیت کا معنی خداپن، خدائی پن

الوہیت کی تعریف : یہ وہ مرتبہ ہے جو تقاضا کرتا ہے فنائے عالم کو عین بقائے عالم میں اور بقائے عالم کو عین فنائے عالم میں۔

الوہیت : کے چار اعتبار ہیں 'ذات' صفات' افعال' آثار۔

کلمہ میں نفی واثبات ہے

س: نفی کس چیز کی؟ یعنی انکار کس چیز کا؟

ج: شئے مخلوق یا غیر اللہ کے الہ یعنی معبود و لائق پرستش و حاجت روا ہونے کا امکان۔

س: اثبات یعنی کس چیز کو الٰہ ماننے کا اقرار اور ٹھیرا او؟

ج: اللہ تعالیٰ کو الہ ماننے کا یعنی معبود و لائق پرستش ہونے کا۔

س: کس لئے؟

ج: اس لئے کہ لوگ جو غیر مسلم تھے یا ہیں، اقسام خلق کو جو کہ غیر اللہ وہ ماسوا اللہ ہے۔ الٰہ مانتے اور اس کی پرستش اور پوجا کرتے تھے، اور اب بھی بہت سے کرتے ہیں، مثلاً عرب میں لات، منات، عزیٰ، ہُبل (دیویوں کے نام) شمس، قمر، ستارہ وغیرہ کو پوجتے تھے۔ تو کہیں اس کے علاوہ زمین، ملک، جمادات، نباتات، حیوانات، عناصر انسان کی پوجا ہوتی تھی۔ اور اب بھی ہوتی ہے، اور ایسے خلق کے پرستار بجز مسلم کے اکثر یا تقریبا سبھی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں سب قسم کے پجاری ہیں اور جو مورتی اور صورت کی پوجا نہیں کرتے وہ تین قدیم

ماننے کا شرک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں، خدا قدیم ہے، روح قدیم ہے، مادہ قدیم ہے اور اس کی مثال خدا سوار روح زین، مادہ گھوڑا، کی دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب تینوں قدیم ٹھیرے تو مساوات ہوئی اور مساوات میں ایک دوسرے کی تابعداری کیسے؟ نتیجۃً لڑائی ہو گی اور اس میں دو رہینگے اور آخر دو میں بھی جنگ ہو گی تو پھر ایک ہی رہ جائے گا۔ اسی طرح یورپ کے غیر مسلم یعنی نصاریٰ خدا روح القدس یعنی جبریل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان میں بعضے خدا اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم کو الٰہ ماننے والے ہیں اسی طرح آسمانوں اور ملائکہ اور روح کے بھی پرستار ہیں اور روح کو خدا مانتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ روح کو جب اپنی حقیقت کا علم نہ تھا تو روح یا جان تھی۔ جب اس کو اس کا علم آگیا تو وہی خدا ہے اور بعضے انکے اپنے اولیاء انبیاء اور بزرگوں وغیرہ کو خدا مانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ اور یہی کیا، شرم گاہوں کے بھی پرستار ہیں۔ غرض اسی طرح سارے جہاں کی چیزوں ہی کو لایق پرستش سمجھتے ہیں۔ اور بعض تو خدا کے لئے بیٹا، بیٹی جورو وغیرہ کا تصور رکھتے ہیں اور بعض ان کے اپنے بزرگوں نبیوں، وغیرہ کو مستقل بالذات، سفارشی، اور شفیع بلا اذن و امر کے جانتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں غلط اور کذب و افتراء ہیں۔ اور حقیقتاً یہ باتیں انبیاؤں اور پرانٹوں کی نہیں۔ بات یہ ہوئی کہ جب رسولوں اور انبیاؤں کا انتقال ہو گیا یا وہ دنیا سے باعتبار خرق عادت (قدرت) اٹھا لیئے گئے تو ان کے بعد پیروؤں میں سے کچھ غلط فہمی اور کچھ خوش اعتقادی اور کچھ نفسی خرابی کی وجہ سے اس قسم کی غلط اعتقادوں کو مذہبی صورت دینی شروع کی اس طرح یہ برائی عام طور پر زمانہ کے

تغیرات سے سارے جہاں میں پھیل گئی۔ چونکہ خالق کائنات اپنے بندوں کو بغیر ہدایت نہیں رکھتے جس طرح ہر زمانہ میں اپنے اپنے مواقع پر انبیاؤں رسولوں پیغمبروں، ہادیوں، نذیروں، کو اُن اُنکے ملک و قوم میں بھیجکر ہدایت دیا کرتے تھے اسی طرح اس تمام دنیا کی بگاڑ کے موقع پر اپنی رحمت کاملہ اعتبار سے سارے جہاں کیلیے کامل، مکمل ہدایت و نعمت ظاہری و باطنی بہ صورت قرآن جو کہ انکا علم و کلام ہے دیکر کل جگ (برا زمانہ) یعنی بگڑا ہوا، اور کُل جگ (یعنی سارا زمانہ) کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو جن کے آنے کی بشارت و خوشخبری پہلے ہی سے بذریعہ متعدد انبیاء و روسُل دی جاچکی تھی، اور جن کا علم و عمل مطابق قرآن تھا اور جن کے اخلاق سے دنیا کے اکثر غیر مسلم یہود و نصاریٰ عرب کے بت پرست، سخت جنگ جو، بدخو، و غیر متاثر تھے، جنکی صداقت و امانت کالوہا سبھوں نے بچپن ہی سے مان لیا تھا، رسول عالم بنا کر بھیجا گیا اور ایسی ہدایت ان کے ذریعے دی گئی جو کہ سارے عالم کو یکساں اور ہر زمانہ کیلئے مکمل ہو۔ اور بغیر تغیر و تبدل کے امن اور شانتی کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ چنانچہ حضورؐ کی اس مقبول اور معجز نما حقیقت کا سکہ باوجود ناموافق طبعوں کی مخالفت کے سارے عالم میں مقبول اور جاری ہو گیا۔ اب بھی اس ہدایت کے اکثر دلنشین پہلو بہ صورت دیگر تبدیل لباس کے ساتھ عالم میں جلوہ ریز ہیں۔ سُبحَان اللّٰہ بِحَمدہ قَد جَاءَکُم مِنَ اللہ نُورٌ بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کا نُور وَ صلّی اللّٰہ عَلیٰ نُورٍ کز و شد نوربا پیدا' (حضرت جامیؒ)

کلمہ طیبہ کے نفی واثبات کی تفصیل باعتبار الوہیت

پہلا اعتبار : لا سے اجمالی نفی، الوہیت یعنی معبودیت غیر اللہ کی ہے یہ اکہ الہ اور معبود بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ الہ و معبود ہونے کیلئے پہلا اعتبار قائم بخود یعنی اپنی ذات سے آپ قائم و موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ جو قائم بخود یا موجود بذاتہ نہ ہو اس کی بندگی کیسی؟ جبکہ وہ خود اپنے قائم ہونے میں محتاج ہے اسی طرح۔

دوسرا اعتبار : اس کا صفات کاملہ وذاتیہ رکھنا، یعنی بذاتہ بلا کسی خلقی اعتبار، یعنی روح کے زندہ رہنا، بغیر دل و دماغ کے جاننا اور ارادہ کرنا۔ بغیر اعضاء وجوارح کے قوت و فعل رکھنا۔ بغیر کان کے سننا بغیر آنکھ کے دیکھنا۔ بغیر زبان کے بولنا اور بغیر کسی مادہ وروح کے تخلیق روح و مادہ و عالم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح

تیسرا عتبار : افعال اختیاریہ ذاتیہ کا یعنی بغیر کسی اعضاء و جوارح کے اقتدار اور افعال کا جاری کرنا۔ مثلاً مارنا، جلانا، پیدا کرنا، ہوا چلانا، پانی برسانا، اوگانا وغیرہ

چوتھا اعتبار : احتیاج عالم کو پورا کرنا، ہر طرح سے ساری ضروریات کے ساتھ عالم اور خلق کو پالنا۔ اور ہر وقت اور ہر آن بلا کسی غرض ذاتی کے ان کی ضروریات کی نگہداشت اور تکمیل کرنا، اگر ان اعتبارات سے الہ یا معبود متصف نہ ہو تو وہ ہر گز لائق پرستش نہیں ہو سکتا لہذا ان اعتبارات سے جو ذات کہ متصف ہے وہ اللہ ہی ہے۔ اسی لئے اللہ ہی الہ و معبود ہے۔ اس کے

سوا تمام عالم خلق الہ و معبود نہیں کیونکہ وہ خود مخلوق اور محتاج ہے اور ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق اور محتاج ہو وہ کیسے کسی کی بندگی اور عاجزی کو لے سکتا ہے۔ اور حاجتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اسلئے ان اوصاف اور اختیار کو جو الہ ہونے کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے ہی یہ صفت الہ ہونے کے بتائے چنانچہ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

یعنی اللہ کون ہے؟ وہ ہے کہ نہیں کوئی الہ سوائے اس کے جو کہ حیی ہے قیوم ہے یعنی زندہ اور (موجود بذات) ہے جسے اونگھ اور نیند (یعنی صفات خلقیہ) نہیں۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسی کی ملک ہے کون ہے جو اسکے پاس بغیر اسکی اجازت کے سفارش کرے۔ جانتا ہے جو کچھ بھی اسکے آگے ہے اور جو کچھ بھی اسکے پیچھے ہے اور نہیں گھیری جاتی کوئی چیز اس کے علم سے مگر اتنا ہی جتنا کہ وہ چاہے۔ وسیع ہے اسکے آسمانوں اور زمین کی کرسی۔ اور جسے اسکی حفاظت سے تکان نہیں۔ بلند شان والا اور عظمت اور بڑائی والا ہے۔

(پ ۳ البقرہ ع ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی الہ ہے "کوئی" الہ نہیں۔

"کوئی الہ یعنی خلق "غیر اللہ

کوئی الہ یعنی الہۃ مزعومہ جو کہ واقعتہً الہ نہیں اس کا مصداق کیا

ہے؟ خلق ہے۔"

خلق' اسکی تین قسمیں تفصیلی ہیں' اجمالاً دو۔ عالم[1] خلق و عالم[2] امر تفصیلاً
(۱) عالم خلق و شہادۃ (باعتبار مادّہ) (۲) دوسرا عالم برزخ و مثال جو امر ہی سے متعلق ہے۔

(۳) تیسرا عالم غیب وامر جو عالم امر کی دوسری قسم ہے۔ اَلاَ لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۔ سن رکھو عالم خلق اور امر یعنی مادّی و غیر مادّی وغیرہ بھی اسی کی مخلوق و ملک ہے۔
(۱) تعریف عالم خلق' (مادّی) وہ جسکو صورت و شکل' رنگ' وزن' مادّہ' مدّت' کون و فساد ہو۔

(۲) تعریف عالم مثال' یہ عالم غیر مادّی اور عالم امر کی پہلی قسم سے ہے جس کو صورت و شکل و رنگ ہو لیکن مادّہ' وزن' خرق و التیام' ٹوٹنا' پھوٹنا وغیرہ نہ ہو۔ جیسے عالم خواب وخیال' اسکا تعلق عالم ملکوت سے ہے۔
(۳) عالم امر و غیب' یہ عالم غیر مادّی محض جس میں صورت و شکل ہے نہ رنگ و وزن' مثلاً عقل و نور وغیرہ کہ جسکی حقیقت و واقعیت ثابت ہے لیکن غیر مادی اور عالم بے صورت' اس کا یہ مطلب ہے کہ نفی کوئی شئے یعنی عالم خلق اور اسکے اقسام کے الٰہ ہونے کی ہے یہ کہ عوالم' عوالم ہیں' خلق ہیں' غیر اللہ ہیں' الٰہ و معبود نہیں۔ غیر مسلم یا بت پرست وغیرہ نے انہیں بطور خود الٰہ و معبود مان لیا ہے۔ انکے اسی اعتبار کو اتخاذِ اِلٰہ وَجَعْلِ اِلٰہ کہتے ہیں۔

واضح باد کہ عام طور پر لوگ عادتاً صرف معبودیت کے اس ایک ہی اعتبار کو خیال میں رکھتے ہیں۔ باقی اعتبار الوہیت کو علحدہ علحدہ مانتے ہیں۔ کلمۂ

طیبہ سے نہیں سمجھتے اور اس ایک اعتبار کو بھی تفصیل سے عالم کی ہر شئے پر
منطبق کر کے نہیں سمجھتے مثلاً معبود خالق ہے اور خالق ہی رزاق اور مالک ہے
موثر اور حاجت روا ہے۔ لہذا عالم کا ذرّہ ذرّہ یہ صفات نہیں رکھتا۔ اور یہ معبود
حقیقی کا اپنے بندوں کے ساتھ ربطِ خالقیت ہے جو کہ مرتبہ آثار میں معبودیت کا
اعتبار کہلاتا ہے اگر یہ سمجھ کر ذہن میں رکھا جائے اور پیش نظر' تو معبود کا وزن
معلوم ہونے لگے گا۔

اس میں نفی 'عالَم کو عالم سمجھنے کی نہیں۔ عالم' عالم ہے' خلق ہے اور
اپنے خالق کا ہر آن محتاج ہے۔ الٰہ و معبود نہیں" از خود پیدا نہیں۔ اس عالَم سے
جو باہم ایک دوسرے کے کاروبار نکلتے دکھائی دیتے ہیں' اصل میں وہ خدا ہی کی
جانب سے نکلتے ہیں۔ یہ ہوا تسلیم و تصدیق کا اعتبار جس کا جاننا اور ماننا فرض ہے۔
اور لازمی اور اب ذرا اسی اعتبار کو نظرِ تحقیق سے دیکھئے تو فقط لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ہی
میں یہ چار اعتبار نظر آئینگے۔

مصداق لَا مفروضہ اِلٰہ یعنی اشیاء میں لَا' نہیں ہے الٰہ کوئی معبود
(یعنی کوئی الٰہ متخذہ جسکا مصداق شئے مخلوق ہے جسمیں کائنات کا ذرہ ذرہ داخل ہے
جو کہ تحت لا ہے) الٰہ و معبود (واقعتہً) یعنی صاحب الوہیت جسکے چار اعتبار یہ
ہیں۔

خالق۔ رب۔ رحمٰن یعنی متصف بہ صفات کمال۔ قیوم قائم و موجود
بالذات اِلاَّ سوائے اللّٰہ یعنی اللہ تعالیٰ (قائم بخود کے) یعنی اللہ ہی الٰہ ' معبود
صاحب الوہیت ہے' لا الٰہ الا اللہ 'الٰہ کا معنی' پرستیدہ شدہ یا قابل پرستش

چونکہ اس پرستش کے اعتبار کو کافروں نے غیر اللہ یعنی خلق اللہ اور بتوں وغیرہ کے لئے ٹھیرایا تھا لہذا اسی نفی تسلیم معبودیت و تعبد کیلئے لَا آیا ہے۔

تفصیلی اعتبارات ذات سے آثار تک

اعتبار ذات بلحاظ ہستی: هو اللّٰهُ الّذِی لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ
نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے یعنی اللہ ہی اِلٰہ باعتبار ذات و قائم بخود بے معنے ھُوَ ہے یعنی وجود محض و ہستی (پ۲۸ الحشر ع ۳)

اعتبارات معنی شعور ہستی وخودی: انه لاالٰهَ اِلاَ اَنَا (فاعبدون)
یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں یعنی اللہ ہی الہ ہے باعتبار ذات بہ معنے انیت و انا (پ۱۷ الانبیاء ع ۲)

اعتبار صفات: وَالٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الرحمٰنُ (الرحیم) اور (لَیسَ کَمِثْلِهِ شئی) وَهوالسَمِیعُ البَصِیرُ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی رحمٰن جو کہ عام طور پر بلاوجہ واستحقاق مہربانی کرنے والا (اور خاص طور پر بھی مہربانی کرنے والا کسی عمل کی وجہ سے باعتبار جزا) (اور نہیں اسکے مانند کوئی چیز) اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے یعنی اللہ ہی اِلٰہ ہے بہ اعتبار صفات بمعنے رحمٰن و سمیع وبصیر۔

(لہ پ ۲ البقرہ ع ۱۹، ۲ پ ۲۵ الشوری ع ۲)

اعتبار تخاطب: لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ (سُبْحٰنَكَ اِنِّی کُنْتُ من الظّٰالِمِیْنَ) نہیں ہے کوئی معبود مگر آپ یا تم یعنی اللہ ہی اِلٰہ ہے بہ اعتبار مخاطبت بمعنے اَنْتَ (آپ پاک ہیں میں ظالموں میں سے تھا) (پ۱۷ الانبیاء ع ٦)

اعتبار (افعال) ربوبیت: قُل ھُوَ رَبِّی (لاَ اِلٰہ الاَّ ھُو) کہہ دیجئے کہ وہی میرا رب ہے (نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی) یعنی اللہ ہی اِلٰہ ہے بمعنے رب۔ (پ ۱۳ الرعد ع ۴)

اِنَّ اِلٰھَکُم لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَمَابَینَھُمَا وَرَبُّ المَشَارِقِ۔

تحقیق تمہارا معبود ایک ہی ہے جو پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور پروردگار مشرقوں کا یعنی (اللہ ہی) اِلٰہ واحد ہے بہ اعتبار ربوبیت بمعنے ربّ۔ (پ ۲۳ والصافات ع ۱)

اعتبار (آثار) معبودیت: ذَالِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُم لاَاِلٰہَ ھُو) خَالِقُ کُلِ شئی فاعبدوہُ) یہ ہے اللہ تمہارا رب نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی پیدا کرنے والا سب شئے کا پس اسی کی عبادت کرو اللہ ہی رب و الٰہ ہے باعتبار آثار بمعنے خالق و معبود (پ ۷ الانعام ع ۱۳) ربّ کا معنے پالنے والا اور تعریفاً علی الترتیب و تدریجاً ہر آن شئے ناقص کو کامل بنانے والا۔

احکام اعتبارات منفی

ان کا انکار	کفر	انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں
ان میں جوڑ لگانا	شرک	یعنے الوہیت میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔
ان سے پلٹنا	ارتداد	بعد تصدیق پھر پلٹ جانے والے کو مرتد کہتے ہیں۔

ان میں شک کرنا　　نفاق　　یعنے بظاہر ماننا اور دل سے نہ ماننے والے کو منافق کہتے ہیں۔

یہ سب موانعاتِ ایمان ہیں، خلافِ ایمان، ان کی سزا ہمیشہ کی جہنم ہے۔

احکام اعتبارات اثباتی

ان کو ماننا اور تسلیم کرنا	اسلام ہے	اس ماننے والے کو مسلم کہتے ہیں۔
ان کو سچ جاننا اور تصدیق کرنا	ایمان ہے	اسکی تصدیق کرنیوالے کو مومن کہتے ہیں۔
ان کی تحقیق کرنا اور مصداق کا فہم حاصل کرنا	احسان ہے	اس محقق کو محسن کہتے ہیں
ان کو بعد تحقیق پیش نظر باعتبار بصیرت رکھنا	حقیقی تقویٰ ہے	اس اہل نظر کو متقی کہتے ہیں
ان کی تحقیق میں گم ہونا یعنے ہویت الہیہ کے اعتبار سے کھو جانا	توحید حقیقی ہے	اس اہل توحید کو موحد کہتے ہیں

تسلیم اور تصدیق ان سب کی لازمی ہے اور فرض، یافت و تحقیق، تقویت اور تکمیل ایمان ہے اور افضل ایمان، اور ایمان تحقیقی، افضلِ نوافل، اور اہل علم و فہم پر واجب ہے

تسلیم و تصدیق سے　　ولایت عامہ ہے　　مقام شہدا و صالحین

تحقیق و تحقق سے	ولایت خاصہ ہے	مقام صدیقین و مقربین
تسلیم و تصدیق سے	معبودیت و ربوبیت	یعنے مقصودیت الٰہیہ ملتی ہے
تحصیق و تحقق سے	صفات و ذات الٰہیہ کا	یعنے آفاق میں مشاہدہ الیہ ہوتا ہے
	حصول و قرب خاص	تو انفس میں قرب و یافت

تنقیحات

کلمۂ طیبہ کا معنی مختلف طور سے کیا جاتا ہے لہذا پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا صحیح معنی ہے کیا؟ مثلاً نہیں کوئی الٰہ یا معبود برحق یا مستحق عبادت سوائے اللہ کے۔ اس میں الٰہ کا مستحق عبادت بحق و برحق یہ معنی محذوف لیا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ الٰہ یعنی معبود برحق ہیں جس سے نفی معبودیت باطلہ کی ہے یعنی لَا معبود الا اللہ دوسرا معنے اِلٰہ کا بعضوں نے موجود کا لیا۔ الاّ کا معنے غیر کا کیا' یعنے نہیں ہے کوئی موجود غیرُ اللہ کا یعنی لا اِلٰہ غیر اللہ اور بعضوں نے صرف نفی غیر کا یہ کہ نہیں ہے کوئی الٰہ یعنے موجود و معبود اللہ کا غیر' جس میں نفی غیریتِ موجودات و نفی غیریت معبودان مزعومہ ہوی' یعنی دوسرے جو الٰہ مانے جا رہے ہیں وہ الٰہ و معبود مزعومہ یا موجودات اللہ کے غیر نہیں' عین اللہ ہیں۔ تیسرا معنی نہیں ہے کہ کوئی خدا سوائے خدا کے' اسمیں الٰہ اور اللہ دونوں کا معنی خدا کیا گیا۔ اسمیں خدا کے خدا ہونے کا اثبات ہے۔ اور دوسرے کسی خدا کے خدا نہ ہونے کا۔ لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ دوسرا خدا کیوں خدا نہیں۔ یعنی اسکا یہ مطلب ہوا کہ لا اللہ الا اللہ اور پھر اللہ اور الٰہ کا معنی ایک ٹھیرانے کی وجہ کیا؟ جبکہ الٰہ اسم وصفی اور اللہ اسم ذات ہے۔ معلوم ہوا کہ متعدد

معنی کی وجہ؟ خیالات مترجم ہیں اپنے فہم کے لحاظ سے، جیسا جس کے جی
کر دیا اصل میں مرسل کلمہ یعنے حق تعالیٰ کا مقصد دعوت اور رسول کی مخاط
طلب ہے۔ جب تک صحیح معیار پر اسکو نہ دیکھا جائے معنی ہی صحیح نہیں
قرآن اسکی تفصیل ہے، اسی میں دیکھئے۔

واقعہ کیا تھا اور ہے کیا؟ غیر مسلم کس کو الٰہ مانتے تھے اور
میں مانتے تھے، معلوم ہو جائے گا کہ جن معنی میں وہ الٰہ مانتے تھے اسکی
غیر مسلم بت پرست وغیرہ، غیر اللہ یعنے خلق اور اقسام خلق کو الٰہ مانـ
واضح ہو کہ ہم نے جو معنے بیان کئے ہیں وہ اسی مفہوم قرآنی کے اعتبارات

یہ کہ لَاْ نہیں ہے اِلٰہ۔ کوئی معبود (واقعۃً) اِلّاْ سوائے (مگر)
یعنی کوئی معبود، واقعۃً نہیں۔ کوئی معبود کون؟ جسکو لوگوں نے اپنے ز
معبود ٹھیرالیا تھا" ان کے ٹھیرائے ہوئے معبود تھے کیا؟ اشیاء یعنی
اقسام خلق جنکا ذکر کیا گیا" اس میں محذوف کیا ہے، (واقعۃً) لہذا
مزعومہ، واقعۃ معبود و اِلٰہ نہیں اشیاء ہیں یعنی خلق اِلّاْ سوائے (مگر)
یعنی اللہ ہی معبود ہے اسکے سوا کوئی الٰہ (قابل پرستش) نہیں۔ کیوا
پرستش نہیں اسلئے کہ اِلٰہ قائم بخود ہونا چاہیئے اور محتاج الیہ یعنی خود بے
اور سب کا حاجت روا اور صاحب الوہیت اور یہ اللہ، خالق کل شئے ہی ہے۔

اتخاذ الٰہ: وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔـا
يُخْلَقُوْنَ (الخ) اور ٹھیرایا انہوں نے اسکے سوائی معبود جو کہ کسی چیز کے پید
والے نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ (پ۱۸ الفرقان ع۱)

هٰٓؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً

یہ ہماری قوم ہے ٹھہرا لئے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود۔

(پ۱۵ کہف ع۲)

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب) کیا آپ نے کہا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں دونوں کو دو معبود ٹھہراؤ اللہ کے سوائے (پ۷ المائدہ ع۱۵)

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (حضور علیہ السلام سے خطاب) کیا آپ نے دیکھا اسکو جس نے ٹھہرایا الٰہ اپنی خواہش کو (پ۲۵ الجاثیہ ع۲)

جعل الٰہ: یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (قوم کا موسیٰ علیہ السلام سے خطاب) اے موسیٰ بنادے (ٹھہرا دے) ہمارے لئے بھی ایک معبود جیسا کہ ان کے لئے کئی معبود ہیں (پ۹ اعراف ع۱۶)

اتخاذ اصنام واوثان بمصداق الٰہ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اور جب کہ کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کیا تو نے ٹھہرایا ہے بتوں کو معبود (پ۷ انعام ع۹)

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ

کہا (قوم نے) کیا تو نے کیا ہے یہ (کام) ہمارے معبودوں یعنی (بتوں) کے ساتھ اے ابراہیم (علیہ السلام) (پ۱۷ الانبیاء ع۵)

اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

اور کہا (ابراہیم نے) سوائے اسکے نہیں کہ پکڑا ہے تم نے سوائے خدا

کے بتوں کو۔ (پ ۲۰ العنکبوت ع ۳)

تعبد و پرستش اصنام و اوثان : اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

تف ہے تم کو اور اس چیز کو (یعنی تمہارے اس کام کو) کہ تم سوائے اللہ کے عبادت کرتے ہو۔ (پ ۱۷ الانبیاء ع ۵)

اِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

سوائے اسکے نہیں کہ عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے بتوں کو (پ ۲۰ عنکبوت ع ۲)

قَالَ اَتَعْبُدُونَ مَاتَنْحِتُونَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

کہا کیا عبادت کرتے ہو اس چیز کو کہ آپ ہی تراشتے ہو اور اللہ نے پیدا کیا تم کو۔ (پ ۲۳ الصافات ع ۳)

مورت پرستی : اِذْ قَالَ لِاَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ۔

جب کہا اس نے اپنے باپ اور قوم سے کیا ہیں یہ صورتیں کہ تم ان کے لئے اعتکاف کرتے ہو۔ (پ ۱۷ الانبیاء ع ۵)

وجہ تعبد باعتبار نفع وضرر: قَالَ اَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ

کیا پس عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے تم کو کچھ اور نہ ضرر دے تم کو۔ (پ ۱۷ الانبیاء ع ۵)

وجہ تعبد عادت رسم آبائی: وَنَذَرَ مَاكَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

کہا (قوم نے) اور چھوڑ دیں ہم جو کچھ تھے عبادت کرتے ہمارے باپ

(دادے) (پ ۸ الاعراف ع ۹)

قَالُوا وَجَدْنَا اٰبَآئَنَا لَهَا عَابِدِيْنَ

کہا انہوں نے پایا ہم نے اپنے باپوں کو انکے عبادت کرنے والے یعنی

(بتوں کو) (پ ۱۷ الانبیاء ع ۵)

ذریعہ: مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

نہیں پرستش کرتے ہم انکی (یعنی بتوں کی) مگر اس لئے کہ ہمیں

مقرب بنا دیں اللہ کے پاس۔ (پ ۲۳ زمر ع ۱)

وجہ تعبّد شفاعت و توسل: هٰؤُلَآءِ شُفَعَاؤُنَا

یہ سب ہمارے شفیع ہیں (یعنی سفارشی) (پ ۱۱ یونس ع ۲)

دعوت نفی اتخاذ الہ: وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْآ اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ

اور کہا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو معبود۔ (پ ۱۴ النحل ع ۷)

دعوت نفی جعل الہ: وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

مت گردانو اللہ کیساتھ۔ دوسرا کوئی معبود (پ ۲۷ الذاریات ع ۳)

دعوت نفی تعبّد غیر اللہ: اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اللّٰهَ

یہ کہ نہ پرستش کرو سوائے اللہ کے (کسی کی) (پ ۲۴ حم السجدہ ع ۲)

دعوت یہ کہ اللہ ہی الہ ہے: (اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ

اور وہ جبکہ کہا جاتا انکو لا اِله الا اللّٰه (ماننے کیلئے) مغرور ہو جاتے

یعنی انکار کرتے اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کیلئے (پ ۲۳ صافات ع ۲)

الہٰ واحد: والٰھکم اِلٰہ واحِدٌ

پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ ۲ بقرہ ع ۱۹)

اس سے کیا معلوم ہوا یہ کہ لوگوں نے غیر اللہ یعنی خلق کو الٰہ و قابل پرستش ٹھہرالیا تھا۔ اور انکی پرستش کرتے تھے۔ اسی طرح رب بھی غیر اللہ کو ٹھہرالیا تھا۔

اتخاذ باعتبار ربوبیت وافعال

اتخاذ رب و کثرۃ و تعدد ارباب: اِتَّخَذُوا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ

ٹھہرایا انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو رب اللہ کو چھوڑ کر۔

(پ ۱۰ توبہ ع ۵)

دعوت نفی تعبدِ غیر اللہ باعتبار ربوبیت: وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِیَّاہُ اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اسکے سوائے۔

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۳)

اللہ میں معبودیت و ربوبیت کا حصر: اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسکی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ (پ ۳ آل عمران ع ۵)۔

دعوت نفی تعبد غیراللہ وشرک واتخاذ رب

مسئلہ تمام انبیا کا متفقہ ہے: قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلاَّ نَعْبُدَ اِلاَّ اللّٰہَ وَلاَ نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّ لاَ یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ

کہہ دیجئے اے محمد ﷺ۔ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو مسلّم ہو ہم اور تم میں۔ وہ یہ کہ نہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت کریں' اور نہ کسی کو اسکا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا رب یعنی پروردگار بنائے۔ (پ ۳ آل عمران ع ۶)

تعبّد الہ بہ اعتبار صفات کاملہ: اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِھَۃً یُّعْبَدُوْنَ

کیا ٹھہرائے ہم نے سوائے رحمن کے کئی معبود جو پرستش کئے جائیں۔ (پ ۲۵ الزخرف ع ۴)

تعبد الہ بہ اعتبار ذات وانیت وانا: وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

میری ہی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ (پ ۲۳ یسین ع ۴)

اَنَّہٗ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ

یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر میں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ (پ ۱۷ الانبیاء ع ۲)

اعتبار الوہیت مجمل

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ .

پاکی بیان کرتا ہے واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے اور وہ ہے غالب حکمت والا واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔ اور وہ ہے (سب سے) پہلے اور (سب سے) پیچھے اور (سب سے) ظاہر اور (سب سے) چھپا ہوا اور وہ سب کچھ (شئے کو) جانتا ہے۔ (پ ۲۷ الحدید ع ۱) ان آیات میں اعتبارات الوہیت مجمل ہیں' یہ کہ آثار کا اعتبار مالک سموات والارض میں' فعل کا قدیر میں' صفت کا محی و ممیت و علیم میں' ذات کا ہوئیت' اول آخر۔ ظاہر باطن میں۔

یعنی مالک خلق قدیر خلق محی و ممیت خلق علیم خلق صاحب ہوئیت ہے۔

اسم فعل صفات صفات ذات

اور خلق کی تسبیح' سے ظہور و نمود خلق' کا اثبات واقعیت کے ساتھ' سُبْحَانَ اللّٰہ وَبِحَمْدِہٖ

اتخاذ الٰہ اور رب وغیرہ کذب و افتریٰ ہے: ھٰؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْھِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ

كَذِبًا. وَاِذَاعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلاَّ اللّٰهَ فَأْوَآ اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرلَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْفَقًا. (پ ۱۵ کہف ع ۲)

یہ ہماری قوم ہے ٹھہرائے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے بُرا گنہگار کون، جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ۔ اور جب تم نے کنارہ کرلیا ان سے اور جنکو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں، پھیلادے رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں آرام۔

اس سے کیا معلوم ہوا؟ یہ کہ لوگوں نے غیر اللہ کو الٰہ و قابل پرستش ٹھہرالیا تھا (اور اب بھی) اور اسی پر عمل پیرا تھے، حالانکہ وہ الٰہ واقعۃً (قابل پرستش) تھے نہ رب۔ یہ صرف لوگوں کا افترا اور کذب تھا۔

دعوت انبیائے سابق باعتبار تسلیم الوہیت و تعبد۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلاَّ نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.

اور تجھ سے پیشتر ہم نے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ نہیں کوئی معبود مگر میں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ (پ ۱۷ الانبیاع ۲)

دعوت نوحؑ باعتبار تعبد و پرستش و نفی الوہیت غیر اللہ۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوائے تمہارا کوئی معبود نہیں (کیونکہ وہ غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے ورنہ اللہ کی دعوتِ عبادت کیا

بات) (پ ۸ الاعراف ع ۸)

دعوت ابراہیم وَاِبْرَاهِيْمَ اِذْقَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُ اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ . اِنَّمَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا . اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لاَ يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهُ . اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ .

اور بھیجا ہم نے ابراہیم کو جس وقت کہا اس نے اپنی قوم سے کہ عبادت کرو اللہ کی اور ڈرو اس سے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے سوائے اسکے نہیں عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے بتوں کو اور بنا لیتے ہو جھوٹ تحقیق جنکو عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے نہیں مالک واسطے تمہارے رزق کے پس ڈھونڈو نزدیک خدا کے رزق اور عبادت کرو اسکی اور شکر کرو اسکا طرف اسکے پھیرے جاؤ گے۔ (پ ۲۰ العنکبوت ع ۱)

الا بہ معنی الہ رگ وید میں گیتا اور قرآن جسکو جناب سندر لال صاحب نے لکھا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

"قرآن میں ایشور کا سب سے بڑا نام الا ہے' رگ وید میں ایشور کے ناموں میں سے ایک نام "الا" ہے جو سنسکرت میں ال دھاتو سے نکلا ہے جس کے معنی استوتی کرنا یا پوجا کرنا ہے۔ رگ وید کا ایک پورا "سوکت" الا کے نام پر ہے' آج سے کم سے کم چھ ہزار برس پہلے کی سمیری تہذیب اور وہاں کی بولی میں بھی خدا کو "ایل" کہتے تھے۔ اسی سے پرانے شہر بابل (باب ایل' اللہ کا دروازہ) کا نام پڑا۔ یہودیوں کی تورات پارسیوں کی ژند وستا میں بھی یہ نام جگہ جگہ ملتا ہے۔ حضرت

عیسیٰؑ جب سولی پر چڑھائے گئے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے منہ سے "**الوھی الوھی**" (اے میرے ایشور' اے میرے ایشور) کے شبدو (لفظ) نکلے تھے۔" (گیتا اور قرآن میں صفحہ ۹، ۱۰)

اس کا یہ مطلب ہوا کہ الٰہ اور اِلا ایک ہی معنی کے الفاظ ہیں جو رسم الخط کی وجہ سے املا میں ایک ہلکا سا امتیاز رکھتے ہیں۔ معتاد مفہوماً نہیں۔ اس اعتبار سے بحوالہ رگ وید اللہ کا الٰہ ہونا معلوم ہوا۔ اسی طرح توراۃ اور ژندوستا (پارسیوں کی کتاب) اور حضرت عیسیٰؑ سے بھی اس مفہوم کا پایا جانا وید سے بھی ثابت ہے۔ اس سے یہ مطلب نکلا اور ہے بھی یہی بات کہ ہر زمانہ میں اس دعوتِ الوہیت کیلئے پیغمبروں کو مبعوث کیا گیا تھا۔

<u>مشرک کس بات کے منکر تھے؟</u> کافر و مشرک دو اللہ نہیں کہتے تھے۔ شرک و کفر۔ جو غیر مسلم اور بت پرست کیا کرتے ہیں وہ یہ نہیں کہ اللہ کو ایک نہیں کہتے یا وہ اللہ کو خالق یا رب نہیں کہتے۔ نہیں' یہ نہیں' قطعاً وہ اللہ کو خالق و رب کہتے ہیں' شرک ان کا یہ ہے کہ واللہ کی پرستش اور الٰہ کے اعتبار کو خدا کے ساتھ مانتے ہوئے دوسروں کو بھی جو کہ غیر اللہ ہیں یعنی خلق اور اقسام خلق ہیں جنکا کہ ذکر کیا گیا" الٰہ و معبود اور رب مانتے اور ان کی پرستش کرتے ہیں اور وجہ پرستش جو کہ وہ سمجھتے ہیں' ان کی غلط فہمیوں کو قرآن نے بتایا ہے جیسا کہ گذرا۔ لہذا اس خصوصی فہم کو پیش نظر رکھ کر کلمہ کی خصوصیت کو جاننا اور معلوم کرنا چاہیئے اور انکی وجہ پرستش کو تسلیماً و تعبداً جو کہ انکا حاجت روا اور رب سمجھنا ہے پیش نظر رکھنا اور اسی اہم اعتبار کو جو کہ دعوتِ کلمہ کا مقصود ہے' علم و نظر قلب و

روح میں بٹھانا چاہیئے۔

دعوت سیدنا الانبیاء

تبلیغ، انذار، تذکیر الہ واحد جاننے کی: ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَلِیَعۡلَمُوۡا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ

یہ خبر پہونچادینی ہے لوگوں کو اور تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے (پ ۱۳ ابراہیم ع ۷)

فَاِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اسی کے لئے مطیع ہو یعنی (اسلام لاؤ) (پ ۱۷ الحج ع ۴)

اِنَّمَاۤ اِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ سوائے اسکے نہیں کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ ۱۷ الانبیاء ع ۷)

ترک تثلیث و دعوت اللہ الہ واحد: وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ اِنۡتَهُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ اَنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے واسطے بے شک اللہ معبود ہے اکیلا (پ ۶ نساء ع ۲۳)

قوم کی ضلالت

مفروضہ معبودوں (الہٰ) کو چھوڑنے میں پس پیش: اِنَّهُمۡ کَانُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ وَیَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ۔ وہ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو اکڑ جاتے یعنی غرور کرتے اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دینگے۔ شاعر دیوانہ کی بات پر۔ (پ ۲۳ والصٰفٰت ع ۱)

قَالُوْ اَجِئتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَاكَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا۔

کہاانہوں نے کہ کیا آیا ہے تو ہمارے پاس اس واسطے کہ عبادت کریں ہم اللہ اکیلے کی اور چھوڑدیں ہم جو کچھ کہ ہمارے باپ (دادے) عبادت کرتے تھے۔ (پ ۸ الاعراف ع ۹)

اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَعْبُدَ مَايَعْبُدُ آبَاؤُ نَا

کیا تم ہم کو منع کرتا ہے پرستش کرنے سے انکی جن کی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے۔ (پ ۱۲ ہود ع ۶)

اور یہی تسلیم و تعبدِ غیر اللہ باعتبار الٰہ و ربّ وغیرہ یعنی غیر اللہ کو الٰہ ماننا اور اسکی پرستش و تعبد کرنا شرک ہے، اسی اعتبار سے امر عبادت وترک شرک قطعًا وَّاعْبُدُوْ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا۔

شرک

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

تعریف ظلم: وَضْعُ الشَّئِى عَلٰے غَيْرِ مَحِلِّهٖ ۔ یعنی کسی شئے کو بے محل رکھنا۔ چونکہ شرک واقعتہً کذب ہے اور غیر واقعی لہذا اسکو ظلم عظیم کہا گیا، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقتاً شرک ہو ہی نہیں سکتا۔

شرک کے بھی وہی چار اعتبار ہیں۔ یعنی الوہیت کے، لہذا ان چاروں اعتبار میں تسلیم شرک نہ کرنا اور عملاً اوائے تعبد نہ کرنا توحید ہے یعنی کسی غیر اللہ کو حصہ دار نہ سمجھنا۔

یہ کہ ذات (یعنی ہستی) میں کوئی شئے خود بخود قیوم یا قائم بالذات یا

موجود حقیقی نہیں۔

صفات میں یہ کہ 'کوئی اپنی ذات سے آپ صفات کاملہ یعنی حیات 'علم' ارادہ' قدرت' سماعت، بصارت' کلام وغیرہ نہیں رکھتا۔

افعال میں یہ کہ کوئی اپنی ذات سے آپ کوئی فعل بغیر قوت الہیہ ملے کے نہیں کر سکتا۔

آثار میں یہ کہ 'کوئی شئے نمود و ظہور اپنی ذات سے آپ نہیں رکھتی نہ کوئی تاثیر نہ کوئی کمال نہ حاجت روائی کر سکتی۔ شعبہ عملی' اسی طرح اعضاء و جوارح سے تحت تعلیم و احکام الہیہ عمل پیدا ہونا شعبہ عملی ہے۔ اور یہی ہے امر الہی۔

تفصیل شرک عملی، مسلم عوام

س: کیا تعزیہ 'علم' شدے' پنجے پرستی' بت پرستی نہیں؟ کیا سجدہ' طواف قبور اولیاء وغیرہ و استمداد' عرضی گذارنا وغیرہ شرک نہیں؟ کیا چڑھاوے اس پر چڑھانا' بچوں کے سروں میں چوٹیاں چھوڑوا کر قبروں کے پاس اتروانا قربانی نہیں؟

جواب: قطعاً مشابہ بت پرستی ہے' شرک عملی بھی

سوال: کیا اس پر عمل کرنے والا خارج از اسلام نہیں ہو جاتا؟

جواب: اس قسم کے شرک عملی سے خارج از اسلام نہیں ہوتا۔

سوال: کس لئے؟

جواب: اس لئے کہ وہ اللہ کو الٰہ (معبود) اور محمد (رسول اللہ) کو رسول مانتا ہے اور اسکے عقیدہ میں یہ دعوی کلمہ کسی نہ کسی طرح داخل ہے اور ہمیشہ اسکے دل میں

باعتبار تسلیم مجملاً رہتا ہے۔ اسی لئے اسکا یہ عقیدہ نہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور وہ بت پرستی نہیں کرتا نہ خود کو ہندو سمجھتا ہے نہ مورتوں کو مانتا اور پھر ایسا کرنے والا بھی بالکل عامی محض ہوتا ہے باوجود اسکے اسکو دین کی چیز نہیں جانتا' یوں ہی رسمی طور پر کرتا ہے' اسکے خیال میں ان چیزوں سے صرف تعظیم ہے اور بڑائی بزرگ تسلیم کرکے خدا یا شریکِ خدا سمجھکر نہیں۔ لہذا اسکے افعال مشرکین کے افعال کے طور پر بت پرستانہ نہیں' عقائد دینیہ نہیں' اس اعتبار سے وہ گناہ کبیرہ میں جو مماثل شرک ہے' مبتلا ہے۔ خارج دین اسلام نہیں ۔ توبہ یا اور دوسری نیکیاں اور اعمال خیر یا شفاعت شفیع المذنبین سے نجات پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

س : تو پھر غیر مسلم کو بھی اس طرح کیوں نہ سمجھا جائے؟

ج : غیر مسلم' اسکے مشابہ نہیں' مماثل نہیں۔ اس لئے کہ غیر مسلم اول تو کسی نبی یا رسول کے ذریعہ الہٰ اور اللہ کا تسلیم کرنے والا نہیں' دوسرے اللہ یا الہٰ اور استحقاق معبودیت وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں جانتا۔ جسکے جو جی میں آیا پرستش خلق کرتا ہے۔

س : نہیں صاحب یہ تو عوام غیر مسلم کی بات ہے۔ اہل علم اور شاستری پنڈت وغیرہ کی نہیں؟

ج : اصل بات یہ ہے کہ آپ نے غور نہیں کیا' دیکھئے اول تو انکے پاس کوئی کتاب آسمانی ہونے کی مدتی نہیں ۔ رہے وید وغیرہ' ان کا حال یہ ہے کہ وہ سنداجوں کے توں ہاتھ نہیں آتے بایں ہمہ بڑے بڑے پنڈت اسکے علم تک

رسائی نہیں پاتے اور پھر ان کا حال ہزاروں برس سے ایسا ہی ہے۔ اسی لئے ان میں سے بھی رگ وید وغیرہ سے ماخوذ کچھ نکلی ہوئی کتابیں ہیں تو وہ بھی کئی ہیں۔ البتہ کسی قدر بہتر سمجھی جانے والی گیتا ہے، تو وہ مہابھارت کا ایک جزو ہے، جو کرشن جی کی کہی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ یہ بھی 'روایت درایت کے معیار پر پوری نہیں اتر سکتی باوجود اسکے اسکا یہ حال ہے کہ ویدوں کو پہیلی یا چیستاں بتاتی ہے۔ رہے عبادت و دین کے اعتبارات تو اس میں بھی متضاد بیان، کبھی معبودانِ باطل کی عبادت کو جائز بتاتی ہے، کبھی ناجائز، چنانچہ اسکا اقتباس ہم نے گیتا اور قرآن کے عنوان میں دیا ہے۔ ان تمام اعتبارات پر نظر ڈالی جائے تو مسلم عوام اور غیر مسلم میں وہی فرق ہے، جو اسلام اور غیر اسلام کا ہے، جس کو کفر و دین کہتے ہیں۔ خواص مسلم کا تو کیا کہنا۔

انتباہ علمائے کرام اس امتیاز کو جو ہم نے بیان کیا ہے پیشِ نظر رکھ کر نصیحت فرما ہوں اور غیر مسلم اہل علم بھی اس کو نظر انداز نہ فرمائیں۔ دین اور آخرت سے نفس کے تحت دور رہنا کس حد تک درست ہے؟ عامی مسلم، اس کے پاس بھی شدہ پرستی وغیرہ نہ داخل مذہب ہے نہ داخل دین'' نہ دوام عمل، نہ مصداق معبودیت و ربوبیت عملی امتیاز یہ ہے کہ بت پرست یا غیر مسلم کے پاس بت پرستی داخل مذہب و عقیدہ ہے اور اس پر عمل دوام رکھنا عبادت بدنی ہے اور مسلم عامی جاہل کے پاس ایسا نہیں، مثلاً تعزیہ، علم، پنجہ، شدہ پرستی وغیرہ محرم میں جھنڈا پرستی ربیع الآخر وغیرہ میں قبر پرستی گاہے ماہے یا سالانہ یا کئی سال کے بعد بوقت زیارت، عامی مسلم خود کو دیندار سمجھتا ہے اور داخل دین و مذہب اسلام اور یہ

عقیدہ دوام رکھتا ہے۔ البتہ ادائے پنجگانہ نماز و دیگر اوامر د نواہی کی طرف لاپروا اور غافل، عدم ادائی اعمال خیر، معصیت ہے، اور فسق عملی۔ الغرض دین اسلام کے برکات حاوی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس قسم کے اعمال و عقائد میں عامی مسلم کو پڑے رہنا یا پڑے رہنے دینا چاہیئے، نعوذ باللہ۔ صرف اعتبارات دین کو واقعی طور پر جس سے جاہل و عامی مسلم عاری ہے۔ اس کا بھی کمال دکھانا مقصود ہے تاکہ بات جوں کی توں ہو جائے۔ ذرہ ذرہ اعتبار بھی اسکا اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔ اب ہمیں وقعت تسلیم الہ معلوم ہوئی ورنہ اسکو نظر انداز ہی کر گئے تھے، اتنا باریک امتیاز کہاں تھا؟

امر تعبد الہ واحد

وَمَا اُمِرُوْ اِلاَّ لِیَعْبُدُوْ اِلٰهاً وَّاحِداً۔

اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ پرستش کریں ایک ہی معبود کی۔ (پ ۱۰ التوبہ ع ۵)

عبادت، لغتہً پرستش، بندگی تعریفاً دو معنی ہیں، ایک علمی، ایمانی، اعتقادی، دوسرا عملی، بہ اعتبار اعضاء و جوارح۔ علمی ایمانی، قلب سے یقین کرنا تصدیق کرنا، سچ جاننا اور ماننا۔ عملی، اعضاء و جوارح سے تعمیل احکام، جو اعمال صالحہ کہلاتے ہیں۔ عبد، لغتہً بندہ، تعریفاً اپنی موجودیت میں محتاج، عاجزی بے سامانی، فقر، مسکنت رکھنے والا اور اپنے خالق کا ہر آن محتاج۔

تعبد

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن

اقسام عبادت عملی: نماز روزہ زکوٰۃ حج

یہ جز بھی خصوصی، مشروطی، مبینہ احکام کے تحت بہ تسلیم و نیت قلب و اعضاء و جوارح سے ادا کرنا، جسکی تفصیل کتب فقہ وغیرہ میں مندرج ہے۔ اسکے دو اعتبار ہیں۔ ایک ایاک نعبد دوسرے ایاک نستعین۔ حسب تفصیل ذیل شرک عملی ہے۔

تعبّد و تعظیم: اس میں بھی فرق و تمیز کی ضرورت ہے، یعنی تعبّد کی غلط فہمی سے تعظیم کی نفی نہ ہو جائے، جو کہ گستاخی و بے ادبی ہے، جسکو دہریت، نیچرپن، وہابیت، کہتے ہیں۔ اسی طرح تعظیم کی غلط فہمی اور افراط سے، پرستش و تعبد مقبولین وغیرہ کا احتمال ہے،" جس سے احتراز لازم'

اعتبارات تعبّد: باعتبار عبادت مثلاً سجدہ، طواف، دعا، نذر۔ قربانی وغیرہ یہ کسی مقبول و اولیاء اللہ کا حق نہیں۔

تعبّد باعتبار استعانت: کسی ولی اللہ یا نبی اللہ کو مقتدر بالذات حاجت روا یا مقصد برار سمجھنا اور اسی اعتبار سے نذر و منت ٹھہرانا جسکی تفصیل محققین نے کی ہے (زیر تصنیف یا آئندہ کسی موقع پر میں بیان کی جائیگی)

تعظیم

تعبد کے اعتبارات گذرے' تعظیم' بزرگی' بڑائی' باعتبار دنیاوی وباعتبار دین' اہل دین میں انبیاء اللہ' اولیاء اللہ کیلئے باعتبار تفضیل مراتب ایک دوسرے کے من اللہ واجب اور ضروری ہے اس سے لاپرواہی موجب۔ عتاب الٰہی سزائے حبط اعمال وقساوت قلبی۔

اور اسی طرح تعبد و تعظیم کے اعتبارات میں تاویلِ غلط سے بعض اہل علم ظاہری بھی بدعت علمی و عملی کر جاتے ہیں۔

س : بدعت کیا ہے؟

ج : بدعت کے معنی شرعاً اختراع فی الدین کے ہیں۔ یعنی دین میں بالکل نئی بات تراشنا' یعنی جس کی اصل' دین میں نہ ہو' اس کو داخل عقیدہ کرنا یا داخل عمل' لغتہً یہ کہ ہر نئی بات یا کام' بدعت ہے۔ اور بدعت شرعی' اس کی بھی دو قسم ہیں۔

ایک سئیہ ہے جس کے کرنے سے گناہ واقع ہوتا ہو۔ مثلاً شدے۔ پنجے جھنڈے وغیرہ دوسری وہ جس کے کرنے سے گناہ نہ ہو' کرنے میں ثواب ہو نہ کرنے میں عذاب نہ ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں یعنی اچھی بدعت' اور شرع میں امور خیر کے جاری کرنے کو بھی سنت کہتے ہیں۔ جیسے من سَن فِی الِاسلام سُنَۃً چنانچہ ہر وہ امور خیر جو ترویجاً نئے ہیں وہ اسی تعریف میں آتے ہیں۔ رہی بدعت لغوی اس کے لحاظ سے تو ساری دنیا ہی بدعت ہے۔ کیونکہ تخلیق کے اعتبار سے ہر وقت (اور ہر آن) پوری دنیا بدلتی اور نئی بنتی جارہی ہے۔ اب رہی بدعت

شرعیہ وہ تو یہی ہے کہ اصل دین میں کوئی نئی بات یا نیا کام تراشا ہی نہ جائے جیسا کہ کہا گیا' اور اس کے بھی دو اعتبار ہیں۔ بدعت فی العلم و عقائد' بدعت فی الاعمال۔

بدعت باعتبار علم و عقائد: وہ یہ ہے کہ اصل دین میں ایسے عقائد بنانا جس کی اصل دین میں نہ ہو' محض اپنے ذہن سے کسی مفہوم کتاب و سنت کو توڑ مروڑ یا تاویل کر کے یا اپنے طبعی رجحانات و میلان کے اعتبار سے وضع کرنا اس سے فرقہ بندی ہوتی ہے اور ہوئی بھی جنگ بضتادو ملت اسی کی وجہ سے ہے اور اسی کی کار ستانی' دوسری بدعت فی الاعمال' اس میں بدعت سئیہ کے مرتکب اکثر عوام اور جاہل ہوتے ہیں۔ وہ تو عوام ہی ہیں۔ ان کی اصلاح کرنی ضروری ہے۔ رہی بدعت حسنہ فی الاعمال یہ اہل علم اور صالحین کے پاس ممنوع نہیں اس لئے کتاب اور سنت سے اس کا امتناع نہیں۔

کل بدعۃٍ ضلالۃ

اس سے لوگ' بلا امتیاز ہر نیک بات کو بھی ضلالۃ میں شامل کر لیتے ہیں ان کو سمجھنا چاہئے ورنہ ان ہی پر اس کی رجعت ہوگی جس کا وہ الزام دھرتے ہیں یہاں یہ یاد رہے کہ بدعت حسنہ سے صحابہ سے لے کر تا ہنوز کوئی نہ بچ سکا نہ بچ سکتا ہے۔ کیسے بچ سکتا جب کہ وہ امر خیر سے ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اپنے اپنے طبائع کے اعتبار سے علماء نے اس آڑ میں بدعتیں گھڑلی ہیں شرع میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلاً اور مدلل آئندہ کسی موقع پر قریب میں' تحت اشاعت آئیں گی۔

توضیح ضروری : بعض حضرات تعبد و تعظیم' بدعت سیئہ وحسنہ میں فرق و امتیاز کی ناسمجھی سے اہل اللہ سے سوءِ اعتقاد ہو جاتے ہیں اور ان سے بے رغبت رہتے ہیں اس کو اسی تحت کے عنوان سے دیکھئے

ضرر سُوءِ اعتقاد از اولیاء اللہ

اَنتَ مَولَی اَلقَومِ مَنْ لَایَشتَهِی قَدرُوِی کَلاَّلَئِن. لَم یَنتَهِ

من لا یشتهی مبتدا ہے قدروی خبر کلالئن لم ینته اشارہ ہے طرف آیۃ قرآنی کے بطور علت کے حکم سابق کیلئے کلا بمعنی حقا معنی یہ ہیں کہ آپ مددگار اور خیرخواہ ہیں لوگوں کے جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاوے گا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ابو جہل مخالفت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہ آوے گا ہم سب اس کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔

ف۔ رغبت نہ کرنا اگر بطور عداوت کے ہے تب تو ہلاکت یہ ہے کہ کسی وبال میں مبتلا ہوگا کیونکہ اولیاء اللہ سے بغض کرنا موجب خسراں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ عَادی لِیْ وَلِیًا فَقَدْ آذَنْتُه' بِالْحَرْبِ اور اگر اس طرح ہے کہ عقیدت و محبت نہیں ہے تو ہلاکت کے یہ معنی ہیں کہ ان کے فیوض وبرکات سے محروم رہے گا کیوں کہ ان حضرات کے برکات کا حاصل ہونا عقیدت پر موقوف ہے۔

(التکشف التصوف مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

صفحہ ۶۰ بعنوان مذکور)

ہے لیکن نفی ماہیتِ ذواتِ غیر و خلق نہیں (اس کی تفصیل آئندہ ہو گی)

چنانچہ اسی اعتبار سے رسول جہاں، نبیٔ خاتم کو حکم ہوتا ہے قُلْ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُالَّذِیْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (الخ) کہہ دیجئے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے پس میں نہیں عبادت کرنے والا اس کی جس کو تم پوجتے ہو غیر اللہ سے (پ ۱۱ یونس ع ۱۱)

جو لوگ صرف دعوت نفی غیریت الٰہۃ سمجھتے ہیں جیسے صاحب کلمۃ الحق (مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی) قرآنی نقطۂ نظر سے کہیں اس کا ثبوت نہیں۔ ان کو اپنے نظریہ کے غلبہ نے اس سوء فہمی میں مبتلا کیا اور خصوصاً اَجعل الا لِھَۃَ کی آیت جو کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی غلط فہمی کا جملہ تھا اور وہ استعجاب کا کلمہ ہے چکر میں ڈال دیا کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نفیٔ غیریت الٰہہ کی دعوت دے رہے ہیں یعنی انہوں نے یہ معنی لیا کہ نہیں کوئی الٰہ غیر اللہ کا جیسا کہ انہوں نے کہا کہ کیا ٹھہراتا ہے کئی معبودوں کو ایک ہی معبود؟ بیشک یہ زیادہ تعجب کی چیز (بات) ہے یعنی کئی معبودوں کو ایک ہی معبود ٹھہرانا' ظاہر ہے کہ سارے قرآن میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ نہ کوئی الٰہ یا معبود اللہ کا غیر نہیں' عین ہے کا بیان۔

عین اللہ کو دعوت عبادت کیسی؟: واضح ہو کہ اس کا فہم اگر یہ ہو کہ کوئی معبود غیر ہے ہی نہیں' عین اللہ ہی ہے فقط تو عین اللہ کو دعوت عبادت 'اِعْبد واللہ (اللہ ہی کی پرستش کرو) کیسی؟ کیوں کہ دعوت عبادت میں غیریت لازمی ہے۔

بحث نفی دعوتِ غیریتِ اٰلِهه ومعبودانِ باطِل کا غلط دعویٰ اور غلط فہمی

بعضوں کا دعویٰ یہ ہے کہ کافر ومشرک اللہ تعالیٰ کے غیر کو وجوداً موجود تسلیم کرتے تھے اس لئے لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه سے دعوت نفی ذات غیر کی گئی اور اس کو علمائے سابق اور بعض بزرگوں نے بھی نہیں سمجھا بجز چند صوفیہ کے جیسا کہ مصنف کلمۃ الحق نے لکھا ہے۔ اگرچہ ان کے ایک مرید صاحب نے جو ان کے عربی رسالہ مذکورہ کے فارسی میں شارح ومترجم ہیں دبی زبان سے لکھا ہے کہ غیریت کا اعتبار وہمی تو ہے مگر چونکہ صفت الٰہی کے اعتبار سے خلق کے اعتبارات بھی مستحکم ہیں عین ایمان ہیں لیکن اس کا کوئی ثبوت اور اس کے احکام وآثار کو کچھ نہ بتایا۔ ایسے خیال والوں کو یہ معلوم نہیں کہ غیر مسلموں کافروں، مشرکوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو کہ ذات غیر کو کسی طرح موجود سمجھتے ہی نہیں جیسے ادویت یعنی ناقص ہمہ اوستی اور ایسا ہی غیر محقق مسلمانوں میں بھی بہت سے مشائخ ودرویش نما ہمہ اوستی ہیں جو اپنے اس ناقص التحقیق اعتبار میں اڑے ہوئے بھی ہیں **اللھم حفظنا** ادویتی یہ ہندو مذہب میں ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سب کچھ خدا ہی ہے اور وہی خلق بن آیا ہے، خلق وغیرہ صرف وہم محض ہے۔ مورکھ یعنی ناواقف، نادان، خلق کو علیحدہ اور موجود واقعی مانتے ہیں وغیرہ۔ لیجئے اب ان کو کس چیز کی دعوت دی جائے۔ جو خیال کیا گیا تھا غلط نکلا اور یہ سب اٹکل ہے اور ذہنی بات اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئاً۔ بیشک اٹکل یا گمان حق اور واقعیت سے مستغنی نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نفی تعبد وپرستش سے صرف ایک ہی اعتبار عبادت لینا غیر صحیح ہے لہذا نفی وجود غیر کا معنی بھی اسی لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کی تحقیق سے نکلتا ہے اور اس کی بھی ترغیبی دعوت

غلطی کا قطعی ازالہ: صاحب کلمۃ الحق کا یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے نفیٔ غیریت اٰلہۃ سمجھا، کیوں کہ ان کا جملہ تو یہ ہے کہ اَجَعَلَ الاٰلِھَۃَ کیا کئی معبودوں کو ایک ہی معبود ٹھہراتا ہے سمجھ رہے ہیں اور صاحب کلمۃ الحق تو نفی غیریت اٰلہۃ اور بھی غلط سمجھ رہے ہیں یہ خیال کہ غیریت 'صرف امر اعتباری ہے تو امر اعتباری کس کا اعتبار کردہ ہے۔ اگر ہمارا اور آپ کا یعنی خلق کا اعتبار کردہ ہے تو اعتبار غیر معتبر حقیقی ہے جو واقعی اور نفس الامری نہیں، تو پھر اس کا اعتبار ہی کیا (ایک پن) عینیت محض ہی ہوا اور یہ باطل ہے اور اگر اعتبار معتبر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غیر اعتبار کیا ہے مولا نے غیر جانا یا ٹھہرایا ہے تو نفس الامری اور واقعی ہے اور جب یہ ہے تو غیر واقعی اور نفس الامری کی نفی کیسی؟ اور غیر یعنی خلق کا اپنے اقسام کے لحاظ سے متکثر اور متعدد (کئی) ہونا ضروری ہے اور اس طرح خلق اور ماسوی اللہ کے غیر ہونے اور کثیر ہونے میں کوئی امر از قسم شرکِ الٰہ (یعنی صاحب الوہیت) کے لحاظ سے پیدا نہیں ہوتا۔

کثیر الٰہ کا عین اللہ ہونے کی قرآنی تردید: یہ خیال کہ ہر پرستش کیا جانے والا موجود ہے' اور موجود حقیقتاً اللہ ہی ہے لہٰذا کئی مل کر ایک ہی الٰہ ہے لغو اور باطل ہے کیوں کہ اس خیال کو بھی قرآن باطل ٹھہراتا ہے۔ وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور اگر آسمان اور زمین میں کئی معبود ہوتے (واقعتہً) اللہ کے سوا تو فساد برپا ہو جاتا (پ ۱۷ الانبیاء ع ۲) ثابت ہے۔ یہ خیال یا اعتبار کہ اِلّا بہ معنی غیر ہے تو اس کا یہ مطلب نکلے گا کہ اگر کائنات میں کئی معبود اللہ کے غیر

ہوتے تو فساد برپا ہوتا چوں کہ کئی معبود اللہ کے غیر نہیں ہیں لہٰذا فساد کا امکان نہیں تو اس صورت میں کم از کم ثبوت آلِہَۃ کثیرہ یعنی کئی اور متعدد معبودوں کا ہونا تو ثابت ہو گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ دعوت 'اِلٰہِ واحد ماننے کی ہے اس کا خلاف کفر ہے' یہ قیاس کہ متعدد آلِہہ 'آلِہہ مزعومہ ہیں۔

اِلٰہ ٹھہرانے کی تردید : واقعی آلِہَۃ نہیں تو اس کا جواب ہی ہے کہ انہی آلِہَۃ مزعومہ کو واقعی آلِہہ قابل پرستش نہ ٹھہرائیں' اسی لئے تو دعوت اللہ ہی کو الٰہ ٹھہرانے کی ہوئی۔ نفی غیریت آلِہَۃ مزعومہ و معبودان باطل کہاں؟ یہ تو نفی جَعلِ معبود واتخاذِ معبود ہے نہ کہ یہ واقعی کئی اٰلِہہ یعنی متعدد معبودوں کو ایک ہی کی یا ان کو کئی اٰلٰہ مان کر غیر نہ سمجھنے کی اور اگر ایسا ہو تو لفظ الٰہ ہی بے معنی ہو جائے گا۔ قرآن تو اِنَّمَا اللّٰہ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ہی اکیلا الٰہ ہے پیش کر رہا ہے۔ اَلاَ لِھَۃُ اِلٰہَ وَّاحِدٌ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سب معبود مل کر ایک ہی معبود ہے سوائے اس کے نہیں کہ سب معبود مل کر ایک ہی معبود ہے..... کہاں پیش کر رہا ہے اور پھر جیسا کہ انہوں نے سمجھا رسول' یا صحابہ بھی ویسا ہی سمجھتے اور ان کے بعد والے بھی ایسا ہی سمجھتے آتے حالانکہ قرون اولیٰ سے ابتک اس مفہوم کا حامل بجز مصنف کلمۃ الحق کے ایک شخص بھی نہیں معلوم پڑتا۔ عوام تو عوام علمائے جہاں بھی اس سے نابلد ہیں۔ کلمہ استعجاب کو خواہ وہ کسی اعتبار سے ہی ہو صحیح خیال کر لینا واقعیت پر کم مبنی ہوتا ہے کہ اکثر مبالغہ ہوتا ہے اور غیر واقعی بھی جیسے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زلیخا کی ملامت کرنے والوں نے کہا مَاھٰذَا بَشَرٌ اِلَّامَلَکٌ کَرِیم یہ تو بشر نہیں ہے سوائے اس

کے کہ وہ بزرگ فرشتہ ہے تو کیا ان کے اس کہنے سے وہ واقعی فرشتہ ہی تھے؟

نفی موجودیت غیر سمجھنے میں غلطی: یہ بات کہ دعوت نفی موجودیت غیر اللہ ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیوں کہ غیر اللہ کا تخلیق کے اعتبار سے نمود پانا یعنی موجود اضافی ہونا خود ثابت ہے 'اللہ خالق کل شئے اور یہ نمود ابدی ہے اور مخلوق' خالق کی غیر ہی ہوتی ہے' یہ قیاس کہ دعوتِ نفی وجود خلق اللہ ہے تو یہ البتہ من وجہ درست ہے اور من وجہ درست نہیں۔ اس لئے کہ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه میں نفی کا تعلق اِلٰہ کے لفظ سے ہے اور دعوت میں اِعبدو اللہ اور اِلٰہ کے اعتبار سے الٰہ واحد کی دعوت اور اللہ کے لفظ کے ساتھ اِنَمَّا اللّٰهُ اِلٰهُ وَّاحِدٌ ہے۔ علاوہ ازیں اَئِنَّكُمْ لَتَشهَدُونَ اِنَّ مَعَ اللّٰه آلِهَةً اخرىٰ قُلْ لَا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّما هُوَاِلٰهٌ وَّاحِدٌ کیا تم گواہی دیتے ہو (اس بات کی) کہ اللہ کے ساتھ دوسرے بھی کئی معبود ہیں' کہہ دیجئے کہ میں گواہی نہیں دیتا (تو) کہہ دیجئے کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہی الٰہ معبود واحد ہے' (پ ۷ 'الانعام ع ۲)

اس آیت سے تو اور بھی صاف معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود واقعتہً ہے ہی نہیں' جب ہے ہی نہیں تو ان کی غیریت کی نفی کیسی؟ اسی لئے تو کسی شئے پر بھی کسی اعتبار سے خواہ اسماً ہی کیوں نہ ہو الٰہ نہ کہنے پر قرآن کا اصرار ہے۔ یہ اعتبار کہ الٰہ بمعنی موجود لیجئے تو جب کہ لفظ موجود نص ہی میں نہیں تو اس کو لیجئے کیوں؟ اور پھر لیں بھی تو موجودات کثیر ہیں اور اس سے نعوذ باللہ سارے موجودات اللہ ہو جائیں گے۔ تو الٰہ واحد کی دعوت بیکار! الحاصل سارے قرآن سے نفی الوہیت و معبودیت غیر اللہ وماسوی اللہ ہی ہے' اس مفہوم

میں جس کو اللہ تعالیٰ غیر سمجھتے ہیں اور یہ مخلوق ہے۔ واضح ہو کہ ہمیں صاحب کلمۃ الحق کے صرف اسی اعتبار کو جو نفی غیریت الہٰہ سے متعلق ہے اور وہ محض دعوت عینیت ہی کو پیش کر رہے ہیں لہٰذا صرف ان کی اس سوء فہمی کو صاف کرنا مقصود ہے۔ انتباہ!! انہی اعتبارات کی وجہ غیر محقق اہل ظاہر توحید حقیقی ووحدۃ الوجود کو فلسفہ ہندو مذہب سمجھتے اور قربِ حق سے دور ہیں۔ بات یہ ہے کہ صوفیائے محققین کے پاس توحید حقیقی کے حل کیلئے دو مسئلے ہیں۔ ایک عینیت اور دوسرے غیریت۔ ان کے پاس اگر کوئی محض عینیت ہی کا قائل ہو تو ناقص ہے ملحد ہے اور اگر غیریت محض ہی کا قائل ہو تو مشرک ہے (شرک خفی) اور یہ دونوں اعتبارات ایمانی اعتبار سے لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ مُحمدٌ رَسُولُ اللّٰہ اور قرآن ہی کے ہیں، محض صوفیہ کے نہیں، لہٰذا کلمۃ الحق میں جو اعتبارات مصنف نے نفی غیریت الٰہۃ کے بیان کئے ہیں ان میں سے چند جو کہ اصولی ہیں بتائے جاتے ہیں جن کو انہوں نے اپنی کتاب کلمۃ الحق میں متعدد اعتبارات سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ دینی، ایمانی، قرآنی اور کتاب و سنت کے اعتبار سے محض عینیت پیش کرنا ایک بے معنی اور بے اصل بات ہے واقعی نہیں یہ ماننا کہ وجود کے اعتبارات سے (ظہوراً) اور اضافۃً ایک پن اور عینیت اصطلاحی صحیح ہے لیکن محض وجود کا (ظہوراً) اضافۃً ایک ہی اعتبار لیجئے تو یہ تعطیل اور عبث ہے کیوں کہ یہ اعتبار قابل خطاب ہے نہ لائق بیان اور جب کہ کوئی غیر واقعۃً کسی جہت سے بھی ہے ہی نہیں تو نفی غیر کی دعوت کیسی؟ نبی کون؟ رسول کون؟ اولوالعزم کون؟ رحمۃ للعالمین کون؟ خدا کون؟ بندہ کون؟ عذاب کیا؟ ثواب کیا

؟ خالق کس کا نام؟ جب کہ یہ سب ایک ٹھہرے' یہ خیال کہ وجود ان کے لئے نہیں لیکن نسبت ظہور تو واقعی ہے صرف ایک وجود ہی کہ چیز ہے جو دو نہیں ہو سکتی۔ اضافتہً تو واقعی ہے اور اس کیلئے مظہر کا نمود میں آنا ضروری ہے اسی لئے ممکن اور ذات خلق ماہیتہً عین نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ ماہیتہً ممکن کسی طرح عین واجب ہے ہی نہیں اور یہ مسلمہ مسئلہ ہے خالق کو جو کہ موجود حقیقی ہے وجود ہونا ضروری ہے مخلوق کو جو نو پیدا ہے اس سے موجود ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ دو موجود حقیقی ہو نہیں سکتے۔ اس لئے ایک محتاجِ وجود ہو گا جو کہ مخلوق ہے۔ اس کو موجود بالغیر کہتے ہیں۔ اور موجود اضافی اور ایک قائم بالذات' جو کہ خالق ہے یہی موجود حقیقی ہے اب رہا اس کی جامعیت کا راز اور سِرّ کیا ہے؟ باوجود امتیاز' کسی باخبر سے' جسے ولی مرشد کہتے ہیں پانا ہو گا۔ ورنہ صرف تسلیم کر لینا' انکار نہ کرنا چاہئے ورنہ محرومی ایمانِ کاملہ ہے اسی طرح توحید حقیقی کے صحیح اعتبار سے جو کوئی بھی غیریت واقعی کو ذوات خلق کی جو قائم حق ہی سے ہے نفی کرے گا وہ ہمیشہ حیران ہو گا پریشان ہو گا عقل سے ثابت کرے گا۔ نہ نقل سے' قرآن سے نہ سنت سے!!

اشیاء کی غیریت کا پہلو: ساری کتاب اللہ یعنی قرآن میں آیتیں بھری ہوئی ہیں۔ استدلالات بھرے ہوئے ہیں۔ مباحث ہیں ظاہر ہے کہ یہ سب غیریت کو قوی کر رہے ہیں۔ جس آیت کو پڑھئے تو غیریت کو بتائے گی۔ کہیں خلق یا اپنے غیر' مظہر صفات وذات یعنی تعینات واقعیہ خارجہ جو اس کے ذاتاً واقعی غیر ہیں۔ جن کی حق تعالیٰ نے تخلیق فرمائی ہے ان سے مخاطبت ہو گی۔ اپنے عبد سے

دعوتِ تسلیم معبودیت ہوگی' یا اپنے مربوب سے دعوتِ تسلیم ربوبیت یا اپنے مظہر سے ترغیب مشاہدہ بازی یا اپنے معلوم سے اوراک باطنیت کی غمازی۔ اب اگر اس کے آگے چلیں تو عبد حقیقی موجود ہی نہ رہے گا۔ لیکن یہ سب تھوڑی دیر کی بات ہے لی مع اللہ وقت الخ یعنی حضور علیہ انور فرماتے ہیں مجھے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہی ہوتا ہے اور جو تحقیق قبل وجود کیجیے تو معلوم تک جایئے۔ اس سے اوپر اور بھی بلند جانا ہو تو عالم حقیقی سے علم پایئے اور جب ان سے علم پاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ تم اور اوپر بھی ہو مگر شیون ہو کر ہم میں چھپ کر لاشی ہو کر جیسے تخم میں کمالاتِ شجر' یہ سہی کہ تم از خود کچھ نہ تھے' کچھ نہیں ہو' ہم سے کچھ ہوئے' جو کچھ ہوئے سب کچھ ہوئے اور ایسا ہی ہوتے رہو گے۔ رَبَنا مَاخَلقت هذا بَاطِلاً اے رب ہمارے یہ جو کچھ تو نے بنایا باطل یعنی (عدم محض نہیں) اسی طرح مَا خَلقنَا السَمَاء وَالاَرضِ الاَ بِالحَق نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو مگر ساتھ حق کے اور واقعی لہذا یہ تخلیق جو تمہاری نمود ہے گو بے بود ہے لیکن یہی تمہاری بود ہے اور ابدی ہے اور اسی تخلیق کے اعتبار سے نمود کے لحاظ سے قبلِ نمود تمہارے حقائق کے ثبوت کے لحاظ سے یہ سب تمہارے احکام و آثار قطعی ہیں اور واقعی اور یہی ہے وجہ غیریت اس کو واقعی کہو یا حقیقی' اصلاحی یا غیریت ذاتی لیکن یہ غیریت محض اعتباری نہیں' غیر واقعی نہیں' اب دعوتِ اسلام بھی صحیح' دعوتِ ایمان بھی صحیح' دعوتِ احسان بھی صحیح' سب ٹھیک' کفر واسلام بھی درست' احکامِ سزا و جزا بھی درست' مزید وضاحت و تفصیل سے سمجھنا ہو تو نور النور جو ہماری تصنیف ہے اسے دیکھئے۔

معنوی حقائق کے علاوہ نحوی ترکیب اور ادبی اسالیب کے لحاظ سے بھی نفی غیریت نہیں ہوتی اور مختلف صورتوں میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ الّا کی خبر محذوف سمجھی جاتی ہے۔

ویحذفهِ الجحاریون کثیراً فیقولون لا اهلَ ولامالَ ولابأسَ والافتی الاعلی ولاسیف الاذوالفقار ۔ ومنهِ کلمة الشهادة (المفصل از علامہ زمخشری صاحب کشاف مع شرح ابن یعیش صفحہ ۱۰۷ جلد ۱ مطبع مصر)
(در بحث جزائے نفی جنس)

ترجمہ: اور اہل حجاز اکثر اس کو حذف کر دیتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں لا اهل ولا مال ولاباس ولافتی الاعلی ولا سیف الاذوالفقار اور کلمہ شہادت بھی اس کی ایک مثال ہے۔

کلمۃ الحق کے نفیِ غیریت کے اعتبارات

اقتباس مضمون کلمۃ الحق

زعموا اَن لاَ مدلولَ لِلکَلِمَةِ الطَیبَةِ اِلاَ انه سُبحانه وَاحِدٌ مُستحِقٌ لِلعِبَادةِ ۔ ولیسَ الاَمر کَذلِكَ لِاَنَ مشرِکِی العَربَ اَیضاً کانومُصدِقِینَ بِوحدتِه سُبحانَه ومُقرِینَ بِاَنَ اللهَ مُستحِقٌ لِلعِبادةِ۔ولَم تَقُل اَحدٌ لِلصنمِ اَنه اللهُ ربُ العَالَمِین لِقولِهِم مَا نعبُدهم الاَ لِیُقرِبُونَا اِلی الله زُلفَی وَهؤُ لاءِ شُفعاءُ نَاعِندَ اللهِ۔

وَلَارَیْبَ اِنَّھَا نَزَلَتْ لِرَدِّزَعْمِ الْمُشْرِکِیْنَ وَجَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ ج قَدْاَمِرُوا بِاِلْقَائِھَا اِلٰی اُمَمِھِمْ مُطْلَقاً

وَقَال نَبِیُّنَا وَشَفِیْعُنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ تُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ۔

فَعَلِمَ اَنَّ مَدْلُوْلَ الْکَلِمَۃِ الطَّیِّبَۃِ اَمْرٌ قَدْ اَنْکَرَہٗ الْمُشْرِکُوْنَ اِنْکَاراً شَدِیْداً وَزَعَمُوا بِخِلَافِہٖ وَھُوَزَعْمُ الْغَیْرِیَّتِہٖ بَیْنَہٗ سُبْحَانَہٗ وَبَیْنَ الْاٰلِھَۃِ وَسَآئِرِ الْاَشْیَاءِ تَنَزَّلُ فِیْ رَدِّھِمْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کُلَّمَاتَوَھَّمْتُمُوْہٗ غَیْرَ اللّٰہِ لَیْسَ لِغَیْرِ اللّٰہِ بَلْ عَیْنَہٗ وَسَیَظْھَرُ صِحَّۃُ ھٰذَا الْمَعْنٰی بِمَالَا مَزِیْدَعَلَیْہِ اِنْشَاء اللّٰہُ تَعَالٰی۔

وَالْعَرَبُ کَانُوْا مِنْ اَھْلِ اللِّسَانِ فَاَدْرَکُوْا بِمُرَادِھَا فَاٰمَنَ بِھَا مَنْ اٰمَنَ وَاَنْکَرَ الْمُشْرِکُوْن وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ وَقَالُوْ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھاً وَّاحِداً اِنَّ ھٰذَا الشَّیْءٌ عُجَابُ۔

وَلَمَّا کَانَ مُرَادُھَا الْمَذْکُوْرُ مَعنیٰ مُطَابِقیاً وَمَدْلولاً اَصْلِیتاً لِلْکَلِمَۃِ لَمْ یُبَالُ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان اِنَّ تَبِعَ التَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ لَایَفْھَمُوْنَ مُرَادَھَا لِھٰذَا لَمْ یَحُوْمُوْا حَوْلَ تَشْرِیْحِھَا وَتَبْیِیْنَ مَعْنَیھَا ثُمَّ صَدَرَالْغَفْلَۃُ وَالْخَطَآءُ فِی الزَّمَانِ الَّذِیْ اَشِیَہٗ اِلَیْہِ فِی اَلْحَدِیْثِ ثُمَّ یَفْشُوْءُ الْکِذْبَ۔

ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْ نَھُمْ ثُمَّ یَفْشُوْءُ اَلْکِذْبَ الْحَدِیْثُ وَالْحَسْرَۃ کَمَال الْحَسْرَۃعَلیٰ اَنَّ اَکَابِرَ الْعُلَمَاءِ شَرْقَاوَ غَرْبَا سَلْفاً وَ خَلْفَا مُحَدِّثِیْنَ وَ

مُفسرِیْنَ مُجْتَہِدِیْنَ وَمُقَلِدِیْن مُتکلمِینَ وَ مُتفقہِینَ قَدْ حَرفُو االْکَلِمَۃَ الطَیِّبَۃ عَنْ مَوَاضِعِھَاوَاَوَّلُوھَا مِنَ الْحُکِمِ اِلیٰ الْمُتَشَابِہ وَبَدلُوَ اَمَضْمُونَھَا بِالْخَبِیْثَۃِ وَھِیَ لاَ اِلٰہ اِلاَغَیرُ اللّٰہ کَمَا سَحَیجیءُ تَفْصِیلُھَا اِنْ شَاء اللّٰہ تَعَالیٰ۔

فَصَا نُوالِسَانَھُمْ عَنِ الِشرْک لِتَلَفْظِہِمْ بلاَ اِلٰہ اِلَا اللّٰہ وَاَشْر کُوابِالْقَلْب لِعَقِیْدَ تھِمْ بِلاَ اِلٰہَ اِلّا غَیرُ اللّٰہِ مِنْ حَیثُ لَم یَحْتَسِبُوْ اَلْعُوْذُ بِاللّٰہ مِنھَاَ وَقَدْ شَاعَ الغَلَطُ وَ التَّحرِیفَ وَالتَاوِیلُ فِي اْلکَلِمَۃ وَادِ لَّتِھَا یَو مآ فیوماحتیٰصَارَ التَّو حِیْدُ شِرْ کاً وَالشِرْکُ توحِیداً افِي زَعْم الْمُسْلِمِیْنَ کُلَّھُم اَجْمَعِیْنَ اِلّا مَاشَاءَ اللّٰہُ

وَلَمَاَ وَفَّقنِیٰ اللّٰہ سُبْحَانَہ بِالاِطِلاَعِ عَلَیٰ الْخَطاءِ الْمَذْکُوزِوَ اَلھَمَنِي مَاھُوَالْمَرَ اذعِنَدَ الْحَقِ عَزَّ اِسمَہٗ مَشمّرَتْ عَنْ سَاقِ الْجِدِفِي بَیَانِہ سَمِیتاً بِکَلمَۃَ الْحَقِ مُرتُباً بُمِقَدَمَۃٍ وَعِدَۃٗ وَصُولٍ وَثلثۃُ اُصُولٍ وَ خَاتِمۃٍ (صفحہ ۱۱ تا ۱٤)

ترجمہ "کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کا خدائے تعالیٰ یکتا ہیں اور لائق پرستش، درست اور مدلل نہیں کیونکہ مشرکین کا بھی یہی عقیدہ ہے اور وہ بھی وحدت سبحان کے مصدق ہیں اور اللہ کے مستحق العبادت ہونے کے قائل۔ ان میں سے کسی نے کبھی کسی بت یا صنم کو یہ نہیں کہا کہ وہ اللہ رب العلمین ہے جیسے کہ ان کے اس قول کے لحاظ سے وَمَا نَعبُدُھُمْ اِلّا لِیُقَر بُونَ اِلیٰ اللّٰہِ زُلفیٰ کہ نہیں عبادت کرتے ہم ان بتوں کی مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ کے مقرب بنادیں

اور یہ کہ یہ سب ہمارے شفیع ہیں اللہ کے پاس پس اگر معنی کلمہء طیبہ کا فقط یہی ہوتا تو مشرکین اور مسلمین میں فرق نہ ہوتا۔ کیونکہ کہا ہمارے نبی اور شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا گیا ہوں (حق تعالی سے) اس بات کا کہ قتل کروں میں لوگوں کو یہاں تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ (اس معنی میں) یعنی نہیں ہے کوئی معبود اللہ کا غیر" پس معلوم ہوا کہ مشرکین نے بزعم خود جس کا سخت انکار کیا اور مخالفت کی وہ درمیان حق سبحانہ و تعالیٰ اور متعدد الھہ اور تمام چیزوں کی غیریت ہی کا زعم تھا اور اس کے رد کرنے کیلئے لا الا الا اللہ کا کلمہ اترا یعنی لا الہ غیر اللہ نہیں ہے کوئی الٰہ غیر اللہ کا یعنی ہر وہ چیز جس کو تم اللہ کا غیر وہم کرتے ہو کہ غیر خدا ہے نہیں ہے وہ خدا کا غیر بلکہ وہ اس کا عین ہے (یعنی خدا کا عین ہے) اور قریب میں اس کا صحیح معنی ظاہر ہوگا اس طرح کہ اس سے زیادہ (بہتر) متصور نہ ہوگا انشاء اللہ۔

عرب اہل زبان تھے اسی لئے اس کے مطلب کو انہوں نے سمجھ لیا اور اس پر ایمان لائے جو کہ ایمان لائے اور انکار کیا مشرکوں نے اور جس وقت کہا گیا ان سے لا الہ الا اللہ سرکشی کی اور کہا اور انہوں نے کیا محمد صلعم نے سب (بتوں کو یعنی) معبودوں کو ایک معبود ٹھہرا دیا۔ بیشک یہ عجیب بات ہے اور جبکہ مذکورہ معنی کلمہ طیبہ کا عینیت حقیقی کے مطابق تھا جو کہ اس کا مفہوم اصلی و حقیقی ہے تو نہ اندیشہ کیا صحابہ تابعین رضوان اللہ علیہم نے کہ تبع تابعین یا ان کے بعد آنے والے اس مطلب کو نہ سمجھیں گے، اس لئے ان حضرات نے اس کے شرح و بیان کی طرف توجہ نہ کی۔ پس یہی وجہ ہوئی کہ ان کے بعد کے

زمانے والوں میں سے اس کے سمجھنے میں غفلت و خطا واقع ہوئی جیسا کہ حدیث میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ کہ پھر جھوٹ پھوٹ پڑیگا۔ حدیث خیر القرون میں افسوس کمال افسوس ان اکابر علماء پر جو شرقی و غربی اگلے اور پچھلے محدثین، مفسرین، مجتھدین، مقتلدین، متکلمین و فقہا تھے کہ جنھوں نے کلمہ طیبہ کی اپنے مواقع سے تحریف و تبدیل کر دی محکم سے متشابہ کی طرف اور بدل دیا اس کے مضمون طیبہ کو خبیثہ کے ساتھ اور وہ یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ کا غیر لاالٰہ الا غیر اللہ چنانچہ اس کی تفصیل کی جائے گی۔ پس اکابر علماء اس طرح لفظ لاالٰہ الا غیر اللہ کہہ کر زبان و دل سے بھی شرک میں مبتلا ہو گئے اس وجہ سے کہ انہوں نے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کا غیر لاالٰہ الا غیر اللہ کے معنی کا اعتقاد کر لیا یہ اس وجہ سے ہوا کہ واقف نہ ہوئے اس پر کہ غیریت اور جدائی ان کی یعنی کافرین و مشرکین کی مزعومہ ہے (واقعی نہیں) نعوذ باللہ منہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس غلطی کی وجہ روز بروز تحریف و تاویل کلمہ طیبہ اور اس کے دلائل میں شائع ہو گئی یہاں تک کہ اب مسلمانوں کے زعم میں توحید شرک ہو گی اور شرک توحید سوائے بعض کے الا ماشاءاللہ اور جبکہ اللہ سبحانہ نے مجھے اس کی آگاہی کی توفیق دی اور مذکورہ غلطی پر مطلع کیا اور الہام کیا اس چیز کا جس کا عند اللہ مقصد ہے تو میں نے اس کے اظہار کی طرف توجہ کی یعنی کلمہ طیبہ کے صحیح مطلب کے لئے پس کلمہ الحق کو لکھا، ترتیب دی اس میں چند وصل اور تین اصل کی اور ختم کیا اس کو"

(کلمۃ الحق مطبع نول کشور جنوری ۱۸۸۶ صفحہ ۱۱ تا ۱۴)

غیریت وہمی

فَالْغَیرِ یۃُ لَیستُ مَفھُومۃِ اِلاَّ قِیا سًا وَھمِیاً باطِلاً اسی طرح صفحہ (۱۴۸)
میں بھی دو جگہ غیریت وہمی کو ہی بیان کیا۔ اور اس کلمۃ الحق کے شارح و مترجم
جنہوں نے فارسی میں شرح اور ترجمہ کیا ہے، اسی مفہوم کی وضاحت کی ہے۔

ان کے اس بیان سے کیا معلوم ہو رہا ہے یہ کہ کافرین، مشرکین
بھی اللہ تعالی کو مستحق عبادت[۱] سمجھتے تھے اور کسی کو اللہ[۲] رب العالمین نہیں سمجھتے
تھے، ثبوت میں ومانعبدھم .... الخ

تیسرا[۳] ان کا استدلال یہ کہ وہ اپنے بتوں کو شفیع سمجھتے تھے، ان
کے پاس اور یہ بات کوئی ناجائز نہیں جبکہ خود حضور صلعم ہمارے شفیع ہیں اور
اس اعتبار سے (ان کے پاس) شرک، غیریت کا قائل ہونا ہی ہے پھر ان کا یہ
مطلب ہے کہ لوگ کلمہ کا یہ معنی لے رہے ہیں کہ نہیں ہے کوئی الہ اللہ کا "
غیر" غور طلب ہے کہ منصف نے اپنے مفہوم کی دھن میں یہ نہ سمجھا کہ
کافرین و مشرکین مستحق عبادۃ اگر اللہ ہی کو سمجھ رہے تھے تو اَتَعبُدُنَ مَاتَنحِتُونَ
کیا پوجتے ہو ان کو جن کو تم تراشتے ہو اور اعبدُ واللہَ وَلا تَعْبُدُو اِلاَّ اللہ پرستش
کرو اللہ کی اور نہ پوجو غیر اللہ کو کے احکام کن پر اور وَمَا نَعْبُدُھُم کے جملہ سے تو
خود یہ ثابت ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر اس
لئے کہ وہ اللہ کے مقرب بنادیں 'یعنی وہ عبادت غیر اللہ کو سبب تقرب الہیہ سمجھ
رہے ہیں اور لفظاً عبادت غیر اللہ خود ہی کہہ رہے ہیں افسوس کہ صاحب
کلمۃ الحق نے ومانعبدُھُم کو بھی کچھ نہ سمجھا، دوسرے شفاعت کے اعتبار کو بھی نہ

سمجھا، شفاعت 'کافر' بتوں وغیرہ کو بلاارادہ وہ اجازت و اذن الٰہۃ شفیع و مختار شفاعت سمجھتے تھے۔ اس لئے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ کون ہے اللہ کے پاس بلا اذن و اجازت سفارش کرنے والا کہکر شفاعت کا ماذون ہونا ثابت کردیا۔ مشروط اجازت کا امتیاز بتایا ہے تو بتایئے کہ کافرین و مومنین کا ہم عقیدہ ہونا کہاں ثابت ہوا، تیسرا اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ سے کیا سب معبودوں کو ملا کر ایک ٹھہرا دیا کا مطلب، تو خود قرآن میں نہیں وہ تو الہ واحد کی دعوت دے رہا ہے اور اگر ابو جہل اور اس کے ساتھی دعوت کو سمجھ کر انکار کر رہے ہیں یعنی یہ سمجھ کر کہ سب معبودوں کو ہٹا کر ایک معبود کی دعوت دی جا رہی ہے تو صحیح سمجھے۔ البتہ حق سے منکر ہوئے لیکن نفی غیریت الٰہ کہاں تھے اور پھر ظاہر ہے کہ جب غیریت کا اعتبار ہے ہی نہیں محض وہمی ہے یا فرضی تو حضور صلعم کا لڑنا کس سے؟ اور قتل کرنا کس کو ہوگا؟ اس طرح حضرت منصف کا یہ سمجھنا کہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم اصلی نفی غیریت ہی ہے بے بنیاد ہے اور پھر خود جزو ثانی محمد رسول اللہ غیریت واقعیہ پر مبنی ہے کیونکہ رسول مرسل کا غیر ہوتا ہے اور پھر آخر کتاب میں غیریت کو وہمی محض بتایا اور ان کے مرید اور شاگرد نے بھی یہی بتایا۔ اور باوجود اس کے جزو ثانی کے لحاظ سے حصول ایمان ہوتا ہے بھی بتایا عجب بات ہے !!

اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ اِلٰـہًا وَّاحِدًا اِنَّ ہٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا ہے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

(پ ۲۳ ص ع)

تفسیر:۔ اتنے بے شمار دیوتاؤں کا دربار ختم کر کے صرف ایک خدارہنے دیا،
اس سے بڑھ کر تعجب کی کیا بات ہو گی۔ کہ اتنے بڑے جہان کا انتظام اکیلے ایک
خدا کے سپرد کر دیا جائے۔ اور مختلف شعبوں اور محکموں کے جن خداؤں کی
بندگی قرنوں سے ہوتی چلی آئی تھی وہ سب یک قلم موقوف کر دیا جائے گویا
ہمارے باپ دادے نرے جاہل اور بیوقوف ہی تھے جو اتنے دیوتاؤں کے
سامنے سر عبودیت خم کرتے رہے۔ روایات میں ہے کہ ابو طالب کی بیماری میں
ابو جہل وغیرہ چند سرادان قریش نے ابو طالب سے آن کر حضرت صلعم کی
شکایت کی کہ یہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمیں طرح طرح سے
احمق بناتے ہیں آپ ان کو سمجھایئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا!
میں ان سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں جس کے بعد تمام عرب انکا مطیع
ہو جائے اور عجم ان کی خدمت میں جزیہ پیش کرنے لگے۔ وہ خوش ہو کر بولے
کہ بتایئے وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ ایک کلمہ کہتے ہم آپ کے دس کلمے ماننے
کیلئے تیار ہیں فرمایا زیادہ نہیں بس ایک اور صرف ایک ہی کلمہ ہے لا الہ الا اللہ
یہ سنتے ہی طیش میں آکر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا اتنے خداؤں کو ہٹا کر ایک
خدا۔ چلو جی۔ یہ اپنے منصوبہ سے کبھی باز نہیں آئنگے۔ یہ تو ہمارے معبودوں
کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ تم بھی مضبوطی سے اپنے معبودوں
کی عبادت اور حمایت پر ڈٹے رہو۔ مبادا ان کا پروپیگنڈہ کسی ضعیف الاعتقاد کا
قدم پرانے آبائی طریقہ سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائے۔ انکی انتھک کوشش
کے مقابل ہے میں ہم کو بہت زیادہ صبر واستقلال دکھانے کی ضرورت ہے۔

رسالت

<u>رسالت ہی الوہیت کے پانے کا ذریعہ ہے</u>: رسالت ہی سے الوہیت ملتی ہے۔ رسالت و نبوت کے بغیر الوہیت نہیں ملتی، کیسے ملے گی؟ انسانی ذہن کہاں؟ علم حق کہاں؟ مرضی حق کہاں؟ خیال بندہ کہاں؟ رسالت' الوہیت کی جانب سے خود بنا کر بھیجی جاتی ہے اس کی پہچان خاص ہوتی ہے' بڑی شان سے آتی ہے' آتی رہی' جہان بگڑا تو سارے جہان کیلئے آئی۔ ساری بگاڑ کو سنوارا' اب تو کروڑوں اللہ کو اِلٰہ ماننے والے ہیں' پکارنے والے ہیں' پا کر گم ہونے والے ہیں اور جو علانیہ نہ ماننے والے ہیں تو رسالت کے تحفہ کو سچ مانتے ہیں' جو لوگ محمدؐ رسول اللہ کو رسالت کی حیثیت سے اپنے لئے نہیں مانتے' ننگ و عار' یا دیں آبائی کے اعتبار سے رکھتے ہیں تو وہ بھی حضور کی تعلیمات' اوصاف اور اخلاق کا لوہا مانتے ہیں۔ اصول اور تعلیمات کو تبدیلِ عنوانات سے لیتے ہیں' علیحدہ طور سے مانتے ہیں' کیوں نہ مانیں' حقیقت مان ہی لی جاتی ہے' منوائی نہیں جاتی' لیکن نجات کا حاصل کرنا ہو تو علانیہ ماننا چاہئے اور طالب نجات بھی بہت ہیں' علانیہ مانتے ہیں' فائز المرام ہوتے ہیں' اسلام سارے عالم کیلئے ہے۔ مسلم ملک اور قوم' زبان اور رنگ' ذات پات کی قید سے پاک ہے' کہیں کا رہنے والا بھی ہو کسی قید و بند میں بھی ہو' خالق کو اِلٰہ ماننا فطرت ہے' مرضیِ الٰہی کو جاننا ضروری اور فطری ہے۔ اس کیلئے تسلیم رسالت لازمی ہے' دنیا میں بھی سربلندی ہے' دین میں بھی' مسلم' مومن' حقیقتاً اپنی جان دے دیتا ہے' لیکن غیر اللہ کو اِلٰہ رب' نہیں مانتا مال اور

جان چھوڑ دیتا ہے' لیکن الوہیت الٰہیہ اور رسالتِ محمدؐیہ کو نہیں چھوڑتا' اللہ اکبر کیا ایمان ہے' سبحان اللہ!!

ایمان کا واحد راستہ رسالت ہے

س : کیا بغیر تسلیم رسالت ایمان نہیں آتا؟

ج : نہیں!

س : تو کیا پچھلے نبی ورسول کے ماننے والے جو اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کو مانتے ہیں یہ کافی نہیں؟

ج : نہیں!

بعض لوگ اسلام کے مطالب وہدایات اور دیگر کتب مذہبی کو مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض سب کتابیں' مثلاً بائبل' تورات' انجیل' زبور' دساتیر' ژندوستا' گرنتھ صاحب وغیرہ کا معائنہ کرتے اور ان میں سے موافق مضامین کو اخذ کرتے یا ان میں سے جن کے مضامین حالات حاضرہ کے لحاظ سے مناسب سمجھتے ہیں' تبدیل صورت میں لے لیتے ہیں' جیسے گاندھی مہاراج آنجہانی کیا کرتے تھے اور بعض سب کو ٹھیک بتاتے ہیں' بعض سب ادیان ایک ہیں کہتے ہیں اسی طرح مانتے بھی ہیں بعض اس کی موافقت کا اظہار بھی کرتے ہیں' جیسے گیتا اور قرآن لکھ کر جناب سندر لال صاحب نے بعض موافق اعتبارات کو بتانے کی کوشش کی ہے' یہ لوگوں کے نیک خیال اور حسنِ ظن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اول تو بعض کتابیں اپنے خدا کی جانب سے ہونے کی دعویدار نہیں اور جو ہیں بھی تو ان نبیوں کی لائی ہوئی ہدایتیں بلا تبدیل کئے' ویسے کے

ویسے باقی نہیں رہی، بگڑ گئیں، ترمیم و روائز کردی گئی ہیں۔ جو قابل تسلیم نہیں، دوسرے اب جو رسالت ہے، تمام اعتبارات سے کامل تر ہے، چنانچہ یہ تین کام کرتی ہیں۔

(۱) پچھلی ان صحیح باتوں کی جو نبیوں اور رسولوں نے بتائی تھیں ان کی مصدق ہے۔ تصدیق کرتی ہے۔

(۲) دوسرے اس بگاڑ کی مصلح ہے جو ان انبیاؤں اور رسولوں کے انتقال کر جانے یا بطور خرق عادت و قدرت اٹھالئے جانے کے بعد ان کے متبعین نے پیدا کردیں۔

(۳) تیسری جو جو تکمیل طلب ہدایتیں تھیں تا قیامت ان کو مکمل طور پر اس رسالت نے بصورتِ قرآن پہنچایا اور خود اس کا علماً، عملاً نمونہ بنے، اور اپنی ہدایت و نمونہ پر چلنے والی ایک بہترین جماعت جن کو صحابہ کہتے ہیں چھوڑی اور یہ باتیں سب ادیان کے غیر متعصب، حق میں اور محقق مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن باوجود مسلمانوں کے پورے طور پر اشاعت و تبلیغ دین نہ کرنے کے ہر قسم کے مذاہب کے لوگ داخل دین اسلام ہوتے رہتے ہیں، اور اس کے مداح اور جو بعض موانعات نفسی کی وجہ باقاعدہ داخل نہیں ہوتے، وہ اندرونی طور پر یا بہ دل قائل ہو جاتے ہیں اور بعض اسی دین یعنی اسلام کی خوبیوں کو تبدیل عنوانات سے لے کر مفاد دنیوی کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے اور کامیاب بھی ہو جاتے ہیں، تو کیا جو لوگ اندرونی طور پر قائل ہو جاتے ہیں، یعنی دل میں، وہ آخرت میں نجات بھی پائیں گے ہاں آخرت میں اس صورت میں نجات پائیں

گے جب کہ وہ دلی طور پر خدا اور رسول پر ایمان لا کر مسلمانوں کے خلاف یا اسلام کے خلاف کوئی خرابی یا فساد نہ پھیلاتے ہوں۔ البتہ دنیا میں بجز اظہار اسلام کے کہ ہم مسلمان ہیں' جہاد کے موقع پر ان کو امن نہیں' البتہ آخرت میں نجات ہو گی' مدارج نہیں۔

س۔ اسلام اور ایمان آتا کیسے اور مسلمان کہتے کسے ہیں؟

ج۔ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ مُحَمَّدٌرَّسُولُ اللّٰہِ کے ماننے اور جاننے اور بدل تصدیق کرنے سے آتا ہے اس کو دین اللہ' دین قیم' دین اسلام کہتے ہیں۔

کمالِ رسالت

مُحَمَّدٌرَّسُولَ اللّٰہِ وہ راہے مُحَمَّدٌرَّسُولَ اللّٰہِ ﷺ اور ان کا کمالِ رسالت! کہ علم حق سے نظر دے کر عالم کو نظر سے گراتے بھی ہیں' تو اسی گرانے میں بساتے بھی ہیں' الوہیت پیش نظر ہے' "عالم نہیں تھا" نہیں ہو کر بھی ہے' اب عالم ہے' ہو کر بھی نہیں ہے' خالق عالم مرسل' محمد ﷺ' مرسل' رسول' و عالم' مرسل الیہ' تحفہ رسالت' الوہیت الٰہیہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ' الوہیت کا تحفہ رسالت' مُحَمَّدٌرَّسُولُ اللّٰہ' مرسل الیہ خلق اللہ' خلقت کی نمائش رسالت کی صورت سے' قیام رسالت مرسل کی الوہیت سے' آئینہ مُحَمَّدٌرَّسُولُ اللّٰہ ہے جلوہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ' نجات بھی ہوئی' درجات بھی ملے' قرب بھی ہوا' شہود بھی' عبدیت حقیقی ہے' الوہیت الٰہی' رسالت محمدیؐ' نور احمدیؐ' مسلم' مومن ہوا' محسن ہوا' مقرب ہوا' صدیق ہوا' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تسلیم بھی ہے' تصدیق بھی' تحقیق بھی ہے' مشاہدہ بھی' علم بھی ہے' اور اک بھی' عبد بھی ہے' مولیٰ بھی۔

تبصرۂ گیتا اور قرآن

یہ ایک تالیف ہے جس کو جناب سندر لال صاحب نے لکھا ہے' اس میں گیتا کے مضامین جو سری کرشن جی کی بتائی ہوئی باتیں ہیں' ان دونوں کو باہم مطابق کرنے کی سعی کی ہے جو کہ تکلف سے خالی نہیں' تاہم یہ سعی ان کی لائق داد ہے' یہ خیال کہ گیتا ہندوستان کا قرآن ہے اور قرآن عرب کی گیتا' نافہمی کا کرشمہ ہے' گیتا اور قرآن میں مطابقت کہاں! اس کی وجہ یہ ہے کہ خود موجودہ گیتا کا خلاصہ جو پیش کیا گیا ہے وہ خود اپنا امتیاز اور فرق آپ ہی بتلاتا ہے' مثلاً معبودانِ باطلہ کی پرستش کو گیتا میں کہیں جائز بتایا گیا ہے' کہیں غلط اور غیر اولیٰ اس کے استیصال اور اکھیڑ پھینکنے کیلئے کوئی قطعی اعتبار پیش نہیں کیا گیا نہ زور دیا گیا' اگرچہ ایسا گیتا کا رجحان ہے' اور الٰہی مذہب کے اصول بھی دو ہیں' ایک تو کوئی شئے لائق عبادت کسی حیثیت سے نہیں سوائے اللہ کے دوسر (اللہ) جو کہ خالقِ خلق ہے اس کی حقیقت مجہول نہیں اور اسی طرح وہ خود خلق کی بھی حقیقت نہیں' یعنی وہ اپنی ماہیت اور حقیقت ذات کے لحاظ سے عینِ ذاتِ خلق و ماہیتِ خلق بھی نہیں' اور یہ بہت ہی خصوصی اعتبارات ہیں جو اللہ نے دین اسلام میں بذریعہ رسولؐ جہان وبصورت قرآن و بہ خلاصۂ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ دعوتاً دیئے ہیں' ہم یہاں بالکل مختصر طور پر اس کو تحریر کرتے ہیں۔

گیتا کا تضاد

از گیتا اور قرآن تالیف سندر لال صاحب

دیوتاؤں کو پاجا ایک پرمیشور کی پوجا ہے' جو لوگ سچائی کے ساتھ دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں' وے بھی ایک طرح' ایک پرمیشور ہی کی پوجا کرتے ہیں' کیوں کہ ریت' رواجوں کو اپنانے والا ایک پرمیشور ہی ہے۔ سب روپ اسی کے روپ ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا راستہ ٹھیک نہیں سمجھتے' اس لئے گرتے ہیں"

ایک پرمیشور کو پوجا ہونی چاہئے : "جو جس روپ کی پوجا کرتا ہے اسی روپ کو پاتا ہے دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے' دیوتاؤں کو' پتروں کی پوجا کرنے والے پتروں کو آدمیوں کی پوجا کرنے والے آدمیوں کو' اور ایک پرمیشور کی پوجا کرنے والے پرمیشور کو پاتے ہیں۔ آدمیوں کے "اشٹ دیوتا" یعنی معبود اسی کے روپ ہیں' اس نگاہ سے یہ سب راستے سچے ہیں لیکن یہ سب ادھورے ہیں' سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ ان سب کو چھوڑ کر اسی ایک پرمیشور کی پوجا بندگی کرے جو سب کے اندر موجود ہے۔"

خدا کو مجہول ٹھہرانا : خدا کے متعلق : "وہ پر برہم (اللہ) جس کا کوئی شروع نہیں' جس کے بارے میں نہ "ہے" کہا جا سکتا ہے نہ "نہیں" جس کے سب طرف ہاتھ' پیر' کان' سر اور منہ ہیں (آگے چل کر) سب کا پالنے والا ہے' سب کا مارنے والا ہے۔

خدا میں پیدا ہونے کی صفت اور پھر ان کے روپ میں خود پیدا ہونے

والا ہے' اندھیرے سے دور' سب جیوتوں کی جیوتی (نور کا نور)'' ''اس گیتا کی بار بار اور صاف شبدوں میں تعلیم ہے کہ اور سب دیوتاؤں وغیرہ کو چھوڑ کر صرف ایک ایشور ہی کی پوجا کرنی چاہئے (صفحہ ۹۔۲۷۔۳۴) اور 'اور سب دھرموں کو چھوڑ کر صرف ایک ایشور کا ہی سہارا لینا چاہئے' وہی آدمی کو پاپوں سے بچا سکتا ہے (۱۸۔۶۶) اس طرح گیتا اور قرآن دونوں صرف ایک ایشور کا ہی سہارا لینا چاہئے' وہی آدمی کو پاپوں سے بچا سکتا ہے (۱۸۔۶۶) اس طرح گیتا اور قرآن دونوں صرف ایک ایشور کی پوجا کی ہی تعلیم دیتے ہیں''

اب کسی قدر قرآن کے مختصر امتیازات دیکھئے

قرآن کا امتیاز

قرآن کسی کیلئے 'جنم بدلنا یا لینا' جائز نہیں رکھتا۔ عقل صحیح بھی یہی کہتی ہے (یعنی ایک روح کا متعدد قالیوں میں بتکرار آنا)

قرآن روح کو خدا نہیں مانتا' قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي' خلق اور عالم امر کہتا ہے

قرآن' خدا کا کسی شئے میں حلول کرنا یا اتر آنا نہیں مانتا

قرآن بغیر خدا کے بھیجے ہوئے نبی ورسول کے اور کسی کی ہدایت بغیر علم حق کے نہیں مانتا۔

قرآن' خواہ وہ مہاتما ہوں یا پرش' بزرگ ہوں یا مہاپرش' ان کو بجز تسلیم نبوت ناجی نہیں مانتا۔

قرآن' رام یا رحیم' زید یا لچھمن' حتیٰ کہ کوئی نبی ورسول واولوالعزم ہی کیوں نہ ہو

خدایا خدا کا مصداق نہیں بتاتا۔

قرآن' متضاد باتیں نہیں بتاتا۔

قرآن' اچھے اور برے کا امتیاز' اس کے حدود و شخصیت ہی میں بتا کر اسی امتیاز کے ساتھ مخلوق ہونے میں سب شئے کو ایک ہی خالق کی مخلوق بتاتا ہے۔

گیتا کے پاس سارے وید اور ان کی ہدایتیں قابل تسلیم ہیں' نہ قابلِ تعمیل۔ گیتا وید کے ان علوم اور قوانین کو ایک پہیلی سے تعبیر کرتا ہے' یعنی (ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا)۔ رہی گیتا' اس میں مراقبات اور رہبانیت اور ترک علائق اور اسی قسم کی چند باتوں کو سوا دیگر توحیدی' رسالتی' اخروی' فطری' معاشرتی' ہدایاتِ دین سے خالی ہے اور ظاہر ہے کہ ان خوبیوں سے اسلام و قرآن ہی مکمل ہے۔

بعد قرآن و رسالتِ جہان

دیگر مذہبی کتابیں گرنتھ صاحب (تصنیف گرونانک صاحب) گیتان جلی جس کے مصنف ٹیگور آنجہانی ہیں' کبیر داس صاحب کے اشعار' اور دوہوں کا مجموعہ' اور اسی طرح بعض بعض بزرگوں کی تصنیفات ہیں' یہ سب اسلام کے بعد کی اور بہت بعد کی تصنیفات ہیں اور ان لوگوں نے اپنے آپ کو خود کسی مذہبی حیثیت کے پرافٹ یا نبی ہونے کی نوعیت سے پیش بھی نہیں کیا۔ ان میں سے بعض گیانی اور گیان کو بھی اپنے جذبات قلبی اور جذباتِ مستی و کیف میں باندھا ہے' خواہ وہ کسی کتابی حیثیت سے شائع ہوئے ہوں یا اہل عقیدت کے ذوقِ طبع سے' اس کا شمار کتب آسمانی وغیرہ جو کسی مذہب الٰہی کے اعتبار سے ہو' ہو نہیں

سکتا' اور ان کے اقوال یا مضامین بہ حیثیت مذہبیت مسلم نہیں ہو سکتے۔ گرونانک صاحب کبیر داس صاحب کے آخری زمانے میں ظاہر ہوئے۔

گرونانک

"سکھ مذہب کے چلانے والے گرونانک 'کبیر داس صاحب ہی کے آخری دنوں میں ہوئے' کبیر اور دادو ہی کی طرح گرونانک کے چیلوں میں بھی ہندو اور مسلمان (کم فہم) دونوں شامل ہیں۔ گرونانک خود کبیر صاحب کے بہت بڑے پریمی تھے۔ سکھوں کی مذہبی کتاب آدی گرنتھ میں سکھ گروؤں کے بانی کے ساتھ ساتھ کبیر صاحب اور کئی دوسرے دوسرے مسلمان سنتوں اور فقیروں کی بانی بھری ہوئی ہے۔ سکھ مذہب جس طرح شروع ہوا وہ ہندو مسلمان کے میل کا مذہب تھا۔ گروارجن کو جب امرتسر کے گردوارے کی نیو رکھنے کیلئے کسی ایشور بھگت کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے مشہور مسلمان فقیر سائیں میاں میر کو اس کام کیلئے چنا گردوارے کی نیو سائیں میاں میر کو اس کام کیلئے چنا۔ گردوارے کی نیو سائیں میاں میر ہی کے ہاتھ کی رکھی ہوئی ہے" (گیتا اور قرآن صفحہ ۸۷)

علاوہ ازیں بعض وقت صوفی جذبات روحیہ کی وجہ سے اعتبارات کثرت و حقائق عالم کو مستی میں نظر انداز کر دیتا ہے اور عالمِ جذبات کو اشغال کی حیثیت سے مشہود نظر و مرکوز خاطر رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی ہوشیاری کے عالم میں قلمبند کر جاتا ہے تو اس کی گردش قلم میں لغزش ہو جاتی ہے کیوں کہ اپنے جذبات و مشاہدات روحی پر اس کا اعتماد ہوتا ہے اسی لئے قوانین مذہب کی

پابندی اس کے خیال میں باقی نہیں رہتی' اس لئے اس کا بھی ایک لغزشی مذہب ہو جاتا ہے (باعتبارِ جماعت و فرقہ) اور لوگ اس کو اپنی کم فہمی و غلط خیالی سے بے سمجھے کسی کو مہدی آخر الزماں سمجھتے ہیں۔ کسی کو بانیٔ مذہب' مثل نبی' کسی کو کچھ کسی کو کچھ' لیکن وہ مذہب ہو سکتا ہے نہ مذہب الٰہی و ملت آسمانی کا درجہ رکھتا ہے۔ لہذا مذہب کے اس امتیاز خصوصی کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ بے دینی ہو جائے گی۔ اسی طرح اہل اسلام کے وابستگانِ دامن محمدؐیہ جنہوں نے بڑی بڑی کتابیں حقائق میں معارف میں' رموز میں ' مکاشفات میں 'مشاہدات میں' بصیرت میں' تشریحاتِ امور شریعت میں' تفاسیر میں اور امور دین کے تفصیلات میں لکھی ہیں۔ اگر یہ اسلام کے قانون مکمل یعنی قرآن اور احادیث صحیحہ کے اعتبار سے اجرائے نبوت سمجھتے (نعوذ باللہ) تو ان میں کا ہر ایک ہر زمانہ میں ایک نبی زمانہ سمجھا جاتا' لیکن تحت مذہب ان میں کا ایک ایک امام زمانہ' ہادیٔ زمانہ' مصلح جہاں' سمجھے جانے کے قابل ہے اور ایسا سمجھا بھی جاتا ہے اور یہ اسی رسول جہاں کے فیض کا اثر ہے اور ان کے قوانین کا فیضان۔ اسی لئے سارے جہاں کو قرآن ہی کے دامنِ فیض اثر میں رہنے کی ضرورت ہے' علاوہ ازیں' قرآنِ مجید کی ادنیٰ خصوصیت یہ ہے کہ اگر نازل شدہ کتب سماوی' بائبلز' اصلی حالت میں جوں کے توں بھی ہوتے تو مضامین قرآن کے فطری و حقیقی اعتبار کے مقابلہ میں جزئیات ہی ہوتے کیوں کہ مضامین قرآن ہی کلیات و جزئیات و تفصیل کے حامل ہیں اور اب جب کہ موجودہ ترمیم اور ریوائز شدہ کتابیں ہی رہ گئی ہیں تو ایسی صورت میں ساری دنیا کیلئے فطرت اور حقیقت کے اعتبار سے اسی قرآن کی

طرف جوامع الکتاب سے رجوع ہونا اور اسلام لانا چاہئے اور ویسے تو کوئی ظاہر کوئی باطن رجوع بھی ہوتے رہتے ہیں۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی اور داراشکوہ کا جو مطلب گیتا میں لکھا گیا ہے کہ یہ لوگ صوفی منش سب معبودوں کو ایک ہی اللہ سمجھتے ہیں وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کا یہ خیال ہو بھی تو غیر صحیح ہے اس لئے کہ جو تصوف خلاف اصول قرآن ہو وہ غیر صحیح اور غلط اور کئی اصول ایسے ہیں کہ غیر تحقیق بھی ہیں اور بعض نے کلمۂ طیبہ کے صحیح اعتبار میں وہم توحید سے غلطی بھی کھائی ہے اسلام کی یہی تو بڑی خصوصیت ہے کہ صوفیاء خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین سے یا ان کے سوا اور کوئی بھی۔ علماء ہوں یا امام، مجتہد ہوں یا محدث، یا فقیہ، اصل دین یا دعوتی اعتبار میں کوئی غلط تعبیر لے نہیں سکتا اور اگر لے تو قابلِ تسلیم نہیں۔ البتہ فروعات اور کمالات دین کے اعتبار میں کوئی مناسب تعبیر جو مخالف کتاب و سنت نہ ہو لے سکتا ہے۔ برایں بناء ان کے یہ اعتبارات قابل سند ہیں نہ لایق توثیق۔

خصوصیات اسلام

جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف و صراحتاً جامعیت سے دیئے۔ ایک تو شریعت ظاہری کا اعتبار ہے جو عقائد اور احکام سے متعلق ہے بہ صورت تعلیمات قرآن، اس کی تسلیم و تصدیق و تعمیل سب پر فرض ہے۔ دوسرا اعتبار شریعتِ باطن جس کو طریقت، حقیقت و معرفت کہتے ہیں جو بصائر و بصیرۃ، نعمت باطنی و حکمت و رشد و اسرار سے متعلق ہے بہ صورتِ کمالات قرآن اسی کے مطابق عقائد کی تحقیق ہے، اسی کا فہم صحیح اسی کے رموز اسی کی حکمت اور اسی کو

تصوف کہتے ہیں (دیکھو نور النور) یوں نہیں کہ تعلیمات قرآن کی مخالفت ہو یا ان کا خلاف نعوذ باللہ۔ اگر ایسا ہو تو قابل تسلیم ہے نہ لائق تعمیل' معارف' بصیرۃ' حقائق تعلیمات قرآن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت ظاہری کے اعتبار عقائد واحکام سے کوئی مخلوق تسلیماً لائق تعبد ہے۔ نہ لائق تعمیل' باوجود اس کے مدارج خلق' علی قدر مراتب مسلم ہیں اور مقبولین' منتسبین حق' لائق تعظیم و قابل تکریم' کیا محی الدین ابن عربی نے وحدت الوجود پیش نہیں کیا؟ قطعاً پیش کیا۔ لیکن خلاف اصول اسلام نہیں۔ پھر لوگوں نے اس وقت کیوں اس کا انکار کیا؟ لا علمی اور نافہمی سے چنانچہ اس وقت بھی جنہوں نے سمجھا تسلیم کیا۔ اچھا تو مجدد صاحب نے کیوں انکار کیا؟ ان کو پہلے اقبال تھا اس وجہ سے کہ صرف تسلیم سے سمجھا تھا۔ پھر انکار کیا اس لئے کہ تحقیق مطابقۃ نہیں ہوئی تھی پھر توجیہہ بدل کر صرف اصطلاح بدلی' مضمون نہ بدلا پھر اس سے محل صحیح کو تحقیقاً جو ان کے ماضی الضمیر تھا بعد توجیہات کثیرہ اظہار فرمایا اور رجوع ہوئے۔

س۔ ہمیں تو خالی از تکلف نہیں معلوم ہوتا؟

ج: نہیں۔ یہ آپ کی عدم تحقیق ہے اور اٹکل (دیکھو نور النور)

سب ادیان کا ایک ہونا

اس کا یہ مطلب ہے کہ جو دین من اللہ ہوتا ہے وہ اصولاً باعتبار نزول ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا اصل اصول توحید یعنی خدائے واحد کی تسلیم و پرستش اور اسی کے ساتھ اس کے نبی و رسول کی تسلیم و تصدیق ہے۔ باقی اوامر نواہی جس سے عمدہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور جب کہ ان اصولی چیزوں میں ردوبدل ملوث

اور خرابی ہو جاتی ہے تو اس کی اصلاح کیلئے دین آتا ہے اور نبی ورسول' اسی وجہ سے ادیان کئی ہوئے اور رسول بھی' لہٰذا اس اعتبار سے دین اصولاً و نزولاً سب ٹھیک ہیں اور ایک کہیں تو درست ہے۔ لیکن بگڑی ہوئی حیثیت سے متبدلہ حالت میں انکا ایک ہونا یا ایک کہنا ظلم ہے اور غیر واقعی۔

دوسرے عادتاً عام طور پر دین ہر کسی خصوصی شخص کے رہبرانہ اعتبار اور افادہ رسانی کی وجہ اس کی قوم کا دین سمجھ لینا یا کسی اہل نفس کا خود کو من اللہ مدعی نبوت ٹھہرانا' دین نہیں۔ مدت مدید کے بعد دین کے بگڑ جانے اعتبار تا زمانۂ نبی ورسول جہان' ہر کتاب کے اعتبار میں خود ثابت ہے۔ مثلاً توراۃ' انجیل میں تو ''فارقلیط'' کے اعتبار سے ہے ہی۔ لیکن اس سے پہلے کی کتابیں ویدوں میں بھی خود ثابت ہے' صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے کہ اپنے آنے کے بعد کسی نئے دین و نبی کے آنے کو بند ٹھہراتی ہے۔ اس لئے کہ وہ دین اکمل اور نعمت اتمم مکمل طور پر پیش کرتی ہے۔ یہ ایک بڑا راز ہے اور حقیقت اور صداقت' ورنہ ہر دین ومذہب کی کتاب اور نبی' اپنی کتاب دینی کے بعد دوسری کتاب ونبوت کو بند ٹھہرادیتا ہے۔ کسی اور دین ونبوت کو آنے والے نہیں ٹھہراتا۔ یہ اعتبار کہ چاروں ویدوں میں ان کا منزل من اللہ ہونا نہیں پایا جاتا اور نہ ان کا قرآن میں کوئی پتہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں اگرچہ بہ صراحت ان کا پتہ نہیں لیکن اس سے صراحت ہو جاتی ہے کہ بعض ایسے نبی ورسول بھی ہیں کہ جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا اور جب یہ ہے تو ان کی کتاب بھی ہوگی اور انکے حامل رسول بھی' یہ سوال کہ ویدوں نے کیوں اپنا الٰہی ہونا' آسمانی ہونا' نہ بتایا۔ ہمارے خیال

میں مدت مدید کی وجہ چونکہ پورے کے پورے اعتبارات جو کہ تنزیلی ہوں جوں کے توں نہ رہے یا تو مٹ گئے یا اول بدل ہو گئے۔ یہی وجہ تو ہے کہ رسول ﷺ عالم تشریف لائے اور صحیح اعتبارات کی تصدیق (۱)' بگاڑ کی اصلاح (۲) ' بقیہ اور آئندہ کے اعتبارات کی تکمیل (۳) تفصیلاً کر چھوڑی اور اس طرح فیضانِ نبوت کو جاری رکھ کر درجۂ نبوت بند فرمادی اور یہ بڑی نعمت ہے۔ غرض تحقیقات اور قرآنی اعتبارات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی معبود کی تسلیم اور اسی کی عبادت کی دعوت دی گئی تھی جس کو انبیائے سابق کی امتیں بھلاتی رہیں۔ جیسا کہ اس میں ہم نے ذکر کیا ہے)اور جب کہ ساری امتیں اسی الٰہ ہونے کے اعتبار کو سارے جہان میں بھلا چکیں اور مخلوق کو الٰہ ورب بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول ﷺ کو رسولِ جہان اور رحمت کائنات کی حیثیت سے عرب میں ظاہر فرمایا۔

نبیوں کے آنے کے متعلق علاوہ توریت وانجیل وغیرہ کے گیتا کا بیان

گیتا سب ہندوؤں میں تمام ویدوں کا خلاصہ اور نچوڑ سمجھی جاتی ہے اس سلسلہ میں لکھا ہے۔

"جب جب دنیا کے لوگ اس سچے دہرم کو بھول کر غلط چیزوں کو دہرم سمجھنے لگتے ہیں اور اصلی دہرم سے پھر جاتے ہیں تب تب وہ بڑی بڑی آتمائیں (روحیں) جنم لیتی ہیں جو دنیا کو پھر سے دہرم کا راستہ بتاتی ہیں" (گیتا اور قرآن چوتھا ادھیائے صفحہ ۱۱۸)

رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی ضرورت

ہمارے اصول دین سے اگرچہ گیتا اور ویدوں کا مُنزّل من اللہ ہونا
تعارفاً نہیں بتایا گیا ہے پھر بھی ہم ان کی اچھی باتوں کو جو قرآن سے مصدق ہوں
تو اچھی مان سکتے ہیں لہٰذا اس چوتھے ادھیا کے بیان سے بھی بگاڑ کے موقع پر بڑی
بڑی آتماؤں کا آنا ضروری ہے تو ایسے بگاڑ کے موقع پر جب کہ عرب ہی نہیں
سارا جہان بت پرستیوں اور دیوتاؤں کی پوجاؤں، طرح طرح کی بداعمالیوں میں
مبتلا تھا۔ سارے جہان کے پیغمبر کے آنے کی ضرورت داعی ہوئی۔ لہٰذا جو لوگ
کہ ان اصولوں کو ماننے والے ہیں ان کو بھی اسی رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لانے کی ضرورت داعی ہوتی ہے اور اسی طرح تاوقت یہ کہ کوئی ایسی کتاب مکمل
یا نبی، رسول، جگ او تار نہ آئے ہدایتوں کا جاری رہنا بند نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی
کتاب کا جامع یعنی مصدق، مصلح، مکمل ہونا ضروری ہے اور وہ اس اعتبارات سے
اپنے آپ کو پیش کرکے نبوت یا کسی ہدایت کو جو نبوت یا رسالت کی حیثیت سے
ہو بند کردے تو یہ اس کی حقانیت اور صداقت کی دلیل ہے اور دنیا کیلئے رحمت
کاملہ "اس لئے کہ جو اعتبارات ہدایت فطرتاً واقعتاً ضرورتاً عالمگیر حیثیت سے ہر
زمانہ کیلئے ظاہر ہو جائیں اور مسلم و مکمل تو مقصد نبوت کا پورا ہو جاتا ہے۔ قرآن
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا آج کے دن کامل کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور تمام ترکی نعمت اپنی
تمہارے لئے اور راضی ہوا تمہارے دین اسلام سے (پ ۶، مائدہ ع ۱)

س: قرآن اگر اس کا دعویدار ہے تو اس کے اس تکمیل کے اعتبارات کا کیا

ثبوت؟ اور ہدایتوں کے بند کر دینے اور اپنے ہی پر ایمان لانے کی قید پر کیا دلیل؟

ن :　　اس کا کھلا ثبوت اس کا تفصیلی علم اور قانون ہے باعتبار دنیا(۱) باعتبار دین(۲) باعتبار قرب(۳) آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اب اس بات پر ہم یہاں ڈاکٹر سر رادھا کرشنن صاحب کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں (گفتہ آید در حدیث دیگراں)

اسلام کے اصلاحات مذاہب میں

اسلام کے اثرات سے مذہبی اصلاحات کی تحریکیں "ہندومت نے اسلام کے تجربہ سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ یہ قطعاً سچ ہے کہ اصلاحی تحریکات جیسے چیتانیا کبیر اور نانک اسلام کی روح سے زیادہ متاثر ہیں"

اسلام کے بعد ہندوستان میں توحیدی مسائل پر زور "اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کے بعد ہندومت کے توحیدی عناصر پر خاص طور پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ باوجود اس کے ہندو دھرم کیلئے آسانی سے اور بہت زیادہ سیکھنا ممکن تھا۔ دوسرے مذاہب سے لاعلمی اور جہل ناانصافی اور غلطی کی بنیاد ہے۔ افسوس ہے کہ چند ناشائستہ مسلمانوں کی نازیبا حرکات سے ہندوؤں نے اسلامی مقاصد کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں جس طرح ہندومت کے ہمدردانہ مطالعہ سے اسلام بہت کچھ سیکھ سکتا ہے" (اسلام صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے کہ پچھلے سارے انبیاء کی بنیادی تعلیمات پر ایمان لانا ضروری ہے اور قرآن میں ان سب کے حقیقی توحیدی

عناصر اصلی حالت میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے بغیر آدمی مسلم ہی نہیں بنتا مترجم)

"اسی طرح ہندو دھرم کو اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے" (جس طرح اسلام سارے نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور شرط ایمان قرار دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ' رسولِ اسلام اور قرآن پر ایمان لانا ضروری قرار دیں تو ساری انسانیت' وحدت اور ترقی کی منزلیں بہت جلد عملی طور پر طئے کر لے گی۔ مترجم)

اسلامی توحید نقائص کو دور کرتی ہے اور عبادت کی روح اور طریقوں کی اصلاح" یہ ایک بات اور اصول تو ہندو دھرم کو اسلام سے سیکھنا چاہئے کہ بڑی شدت و قوت سے خدا کے بارے میں نامکمل (۲) اور ناقص تصورات کو روانہ رکھا جائے اور عبادت کے بھونڈے طریقوں کو ترک کر دیا جائے"

کلمۂ توحید کے عملی اثرات انسانی مساوات واخوت: اسلام سے ہمیں اپنے اجتمائی اداروں کو جمہوری بتانا بھی سیکھنا ضروری اور لازم ہے اس کے لئے ہمیں الجھے ہوئے عقیدے مبہم غیر واضح تعصب کے نظریئے چھوڑنا اور ظالمانہ اداروں سے تعلق توڑنا ضروری ہے جس کے دباؤ سے انسان کے روح واقعی طور پر پامال ہو رہی ہے۔"

(دی ہارٹ آف ہندوستان۔ مقالہ اسلام اور ہندوستانی فلسفہ صفحہ ۸۶'۸۷'۸۸ مصنف ڈاکٹر سر رادھا کرشن سفیر ہندوستان برائے روس شائع کردہ جی۔ اے نٹیسان اینڈ کو مدراس تیسرا ایڈیشن سپتمبر ۱۹۳۶ء)

ہندوستان کے نامور فلسفی اور ہندو فلسفہ ودھرم کے بلند پایہ محقق کے مندرجہ بالا اقتباس سے ہمارے لکھے ہوئے تینوں اصول کی توثیق اور تصدیق ہوتی ہے کہ

تصدیق : (۱) اسلام دوسرے مذاہب کی سچائیوں کی تصدیق کرتا ہے۔

تصحیح : (۲) الوہیت کی توحید میں لوگوں کے پیدا کئے ہوئے خرابیوں کی اصلاح کیلئے اسلام کی روشنی لازمی ہے۔

تکمیل : (۳) اسلام نقائص کو دور کر کے ذاتی اور صفاتی توحید کی تکمیل کرتا ہے اور سب کو ان مقاصد کیلئے اسلام ورسول اسلام کی احتیاج ہے ہر بے تعصب محقق اسی نتیجہ پر پہونچے گا۔

تصدیق کلمہ کے فائدے

اچھا تو اس تعلیم وتصدیق سے خلق کیلئے فائدہ کیا ہے؟

جھوٹ سے نجات : فائدہ یہ ہے کہ اوّل تو جھوٹ سے بچے

حقیقی اور کاملِ آزادی : دوسرے اپنے نفس کو سارے جہان کی غلامی اور بندگی سے آزاد کردایا۔ کائنات کی بڑائی اس کے لئے بیکار اور مردہ ہوگئی۔ اس لئے کہ جو کائنات کا خالق ہے وہی اس کا بھی خالق ہے۔ جہان کی بڑائیاں اسی کی پیدا کردہ ہیں اور اب وہی اس کا معبود وحاجت روا ہو گیا اور وہی اس کا رب اور کارساز پالنے والا ہو گیا ہے۔ اگرچہ اس تسلیم کے پہلے بھی تھا لیکن یہ غلط فہمی اور دھوکے میں مخلوق کا بندہ بن گیا تھا۔ اب اللہ نے ان کی بندگی سے نکالا۔ ذرا غور تو کرو کہ انسان کی سر تاپا ٹوٹ جسمی، قلبی، روحی، میں کسی کا رتی برابر بھی دخل ہے؟

کیا اس کا ایک موئے جسم بھی کوئی بنا سکتا ہے؟ بڑی بڑی چیزیں تو کیا بنا سکتا ایک عضوِ بدن کا بدل سارا جہاں بھی ٹھہرائے تو کوئی نہیں بنا سکتا۔ پھر خارج میں آفاق پر نظر ڈالیے تو کوئی مچھر تو کیا اسکا ایک پر بھی بنا سکتا ہے؟ جب ایسا نہیں کر سکتا' پر نہیں کر سکتا' تو کس غلط نظری میں پڑا ہوا ہے۔ اشیائے مخلوقہ کو الٰہ بنا بیٹھا تھا۔ کس پستی میں گرا ہوا خودی اور خودداری کو ٹھوکریں کھلا رہا تھا۔ محض نادانی اور جہل کی وجہ سے غیر اللہ کو الٰہ بنا کر رب بنا کر سرگشتۂ ضلالت تھا۔ اللہ کی اور الوہیت کی چیزوں کو جو عالم کی تخلیق کیلئے دی گئی ہیں' یا دیجاتی ہیں' خلق کی ٹھہرا دیا یا اسکی شرکت اور حصہ داری سمجھ بیٹھا تھا۔

معلم کلمہ کے احسانات: صدقے اس لا الٰہ کے دینے والے کے' قربان اس لا الٰہ اِلہ الّا اللہ کے بھجوانے والے کے ذرا سی بات میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ کیا سے کیا بنا دیا!

باطل کو کاٹنے والی تلوار: اب لاَ الٰہَ اِلاَّ اللّٰه کا ماننے والا' محسن عالم' محمد رسول اللہ کی زبان سے لاَ کی عالم گیر اور ہمہ گیر تلوار لے کر سارے جہاں کو مخلوق تسلیم کرتا ہوا اس غلط اعتبار کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے' جو حقیقی نہ تھا' یعنی جہان اور جہان کی چیزیں جو کہ الٰہ یعنی قابلِ پرستش ہو گئی تھیں' معبود بن گئی تھیں' رب بن گئی تھی' موصوف بن گئی تھیں یا آپ ہی موجود سمجھی گئی تھیں' ان کو ایک ہی وار میں فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے نہ کسی چیز کا خون گرتا ہے' نہ مال ضائع ہوتا ہے' نہ کوئی ضرر ہوتا ہے نہ نقصان۔ باوجود اسکے سارا جہاں جوں کا توں' رہ کر اس بہادر کاٹنے والے اللہ تعالیٰ کے سپاہی (یعنی

مسلم) کی نظر میں مثل مردہ کے ہو جاتا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اب اسکی نظر و مشاہدہ میں کوئی قابل پرستش نہیں رہا۔ یعنی اب یہ کسی کو خالق سمجھتا ہے نہ صانع' مالک حقیقی سمجھتا ہے نہ رازق' حاجت روا سمجھتا ہے نہ کارساز' رب سمجھتا ہے نہ پروردگار' قوت والا سمجھتا ہے نہ محض مختار' حاکم مطلق سمجھتا ہے نہ مستعان' نافع سمجھتا ہے نہ ضار' علی الترتیب شئی ناقص کو کامل کرنے والا سمجھتا ہے نہ ہر آن معاون۔ محی سمجھتا ہے نہ ممیت' قائم بخود سمجھتا ہے نہ موجود بالذات۔ ذی حیات بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے محتاج حیات۔ ذی علم بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے 'محتاج علم' ذی ارادہ بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے 'مضطر و محتاجِ ارادہ' ذی قوت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے 'مجبور و محتاجِ قوت' ذی سماعت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے بہرا ہے' محتاجِ سماعت' ذی بصارت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے اندھا ہے' محتاجِ بصارت' بولتا ہوا بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے' گونگا ہے' محتاجِ کلام' موجود سمجھتا ہے نہ قائم' موجود کسی کو دیکھتا بھی ہے تو ہر آن اسکی فنائیت پیش نظر' قائم کسی کو سمجھتا بھی ہے تو اسکی عدمیت زیر نگاہ' اب اسکی نظر میں سارے عالم کا گھروندہ ہیچ ہے اور نیستی اور جدھر دیکھو (دیدہ دل سے بصیرۃ سے) ادھر کمال الوہیت ہی کا جلوہ ہے۔ " لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه " یا یوں کہیے کہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کی احاطتِ الوہیت سے ہی نمائشِ عالم ہے۔ اور اسکا آئینہ محمدؐ رسول اللہ ہیں جو کہ مرکز ذاتِ خلق ہیں۔ اسی آئینہ سے نمائش کا تماشہ نظر آسکتا ہے۔ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه محمد رّسول اللّٰه"

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ' اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْ

عُهَافِی السَّمَآءِ تُوْتِیْ اُکُلُهَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ کیا نہیں دیکھا آپ نے کیسی مثال دی اللہ نے کلمۂ طیبہ کی جیسے پاکیزہ درخت' جسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی ڈالیاں آسمان میں' دیتا ہے اپنا پھل ہر آن' اپنے رب کے حکم سے اور دیتا ہے مثالیں اللہ تاکہ لوگ نصیحت لیں" (پ ۱۳ ابراہیم ع ۴)

"اب ذرا تفصیل اصولِ دینِ اسلام بھی دیکھئے"

اصول دین اسلام: اسکے اصول پانچ ہیں۔ اسلام[1] ایمان[2]۔ احسان[3]۔ تقویٰ[4]۔ توحید[5]۔

اسلام : کلمہ پڑھنا' نماز ادا کرنا' روزہ (رمضان کے) رکھنا' زکوٰۃ دینا' حج کرنا

ایمان : اسکے دو[2] رکن سات صفات ہیں' رکن اوّل: زبان سے اقرار کرنا۔ رکن دوم' دل سے سچ جاننا۔ سات صفات' اللہ[1] تعالیٰ فرشتوں[2]' کتابوں[3]' رسولوں[4]' قیامت[5]' مر کر پھر اٹھنے[6] اور خیر و شر کا خالق[7] اللہ ہی ہے' جاننے پر ایمان لانا' خیر سے اللہ راضی شر سے ناراض

اسلام اور ایمان میں کوئی ایسا امتیاز نہیں' صرف یہ کہ اسلام کلمۂ طیبہ کے ساتھ نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج کا بھی تسلیم و اقرار کرنا اور عمل پیرا ہونا ہے۔

اللہ پر ایمان لانے کا کچھ تو بیان لکھا ہی گیا ہے اور کچھ اور بھی عندالموقع لکھا جائیگا۔

۲۔ فرشتوں پر ایمان: فرشتوں پر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق اور معصوم ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے بہت سے کاموں میں (ہماری نگاہ سے اوجھل رکھ کر)

ان کو لگا رکھا ہے۔

۳۔ کتابوں پر: یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اپنی جانب سے علم بذریعہ وحی بھیج کر کتابی صورتوں میں دیا ہے۔

وحی: ایک خاص صورت سے نبی و رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے علم دینے کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ صحائف، توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن۔ صحائف سیّدنا ابراہیم علیہ السلام توراۃ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔ زبور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری ہیں۔ اور قرآن حضرت سیدنا محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر۔ لیکن ان کتابوں پر اس حد تک صرف ایمان لانا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے اتری تھیں۔ چونکہ اب جیسی اتری تھیں ویسی باقی نہیں رہیں۔ اسمیں قوم نے ترمیمیں کیں۔ ریوائز کیے۔ قرآن ساری کتابوں کا بدل ہے۔ اس لئے قرآن کی ضرورت ہوئی کہ اس کا آنا حقیقت میں ساری کتابوں کا صحیح طور پر اکٹھا رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب کتابیں موجودہ صورت میں قابل تعمیل اور بحالت موجودہ قابل تصدیق نہیں۔

۴۔ رسولوں کا ماننا یا ان پر ایمان لانا: اسکا یہ مطلب ہے کہ نبی رسول اور اولوالعزم رسول آئے تھے اور پیامِ حق لائے تھے۔ لیکن وہ اپنے اپنے زمانہ میں اپنے اپنے ملک اپنی اپنی قوم کے حد تک نبی و رسول تھے اور انکے پیغام رسالت بھی اس اس زمانہ تک وہیں تک محدود تھے علاوہ ازیں ان کے پیامِ رسالت بھی بوجہ تبدیلی قابل تسلیم و تعمیل نہیں رہے۔ لہذا اب وہ واجب التعظیم و واجب التسلیم ہیں۔ ان میں بھی جسکے نام نہیں بتائے گئے ان کے سوا ہیں۔

مراتب نبوت ورسالت جہاں: محمد رسول اللہ ﷺ آپ عالم کے کونین کے 'کائنات کے رسول ہیں۔ نبوت کے چار مراتب ہیں۔ نبوت[1]، رسالت[2]، اولوالعزمی[3]، رسالتِ جہاں[4]، نبوت[5]، اس میں صرف نبی کو خبریں من اللہ ملا کرتی ہیں اور ہدایات۔ رسول ' صاحبِ کتاب ہوتے ہیں۔ اولوالعزم ' قوم کے بگڑ جانے۔ توحید اور اعمال میں خرابیاں ہو جانے کی وجہ سے بھیجے جاتے ہیں۔ اور رسول جہاں سارے عالم کے بگڑ جانے پر بھیجا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ہی ہوتا ہے۔ رسول کَافَّةً لِلنَّاس اور یہ نذیر کائنات بھی ہوتا ہے۔ رحمت عالمیاں بھی۔ یہ بہ ہمہ خوبی کائنات میں بے نظیر ہوتا ہے۔ جیسے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسۂ دیوبند نے لکھا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ خالق کل ہونے کے اعتبار سے لا شریک ہیں ویسے ساری خلق میں محمدؐ رسول اللہ ﷺ خلق ہونے کے لحاظ سے لا شریک ہیں۔

۵۔ قیامت یا یوم آخرت پر ایمان لانا: یہ ہے کہ اس دنیا کو ایک دن بالکلیہ ختم کر دیا جائیگا۔

۶۔ مر کر جی اٹھنا: اسی طرح پھر اس کو جلد اٹھایا جائے گا اور وہاں 'اس عالم میں جو جو شخص جو جو کچھ عمل کیا تھا' اسکو پوری پوری جزا یا سزا دی جائیگی اور اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پائیگا۔ اس روز وہ جو ایمان اور اعمال صالحہ کا جو وزن رکھتا ہوگا اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے نجات اور مدارج پائیگا۔ کوئی صالح ہوگا کوئی شہید 'کوئی صدیق ہوگا' کوئی مقرب ' پھر ان میں بھی باہم مدارج ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ ہوگا جنت 'اقسام جنت'

کفر اور اسکے مدارج :اسی طرح جو ایمان اور اعمال صالحہ نہ رکھتے ہونگے۔ کافر ہونگے، مشرک و مرتد ہونگے، یا منافق، ان سب کا ٹھکانہ ہوگا جہنم۔ پھر ان میں بھی باہم مدارج جہنم ہونگے، جیسے جیسے یہاں ان کی شرارتیں، کفریات، و اقسام شرک وغیرہ ہونگے ویسے ویسے وہ جہنم کا ایندھن بنے گے۔ نعوذ باللہ

۷۔ اعمال خیر و شر :اسکا خالق تو اللہ ہی ہے، لیکن جس جس کا ان اعمال پر عمل اور کسب ہوگا وہ وہ اس کا جواب دار ہوگا۔ خیر ہو تو جزا پائے گا۔ شر ہو تو سزا۔

س۔ کیا قرآنی اعتبار سے اصل کتاب اور دیگر ادیان والے جنکا ذکر قرآن میں نہیں لیکن وہ اپنی دین قدیم اور پرانا سمجھتے ہوئے کتاب اور شاستر وغیرہ رکھتے ہیں ان کو اپنے دین و شاستر اور اپنے رہبروں اور انبیاؤں اور کتابوں کو مانتے ہوئے صرف لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کا ماننا مفید اور نجات کا باعث ہوگا۔

ج : قرآنی اعتبار سے تو نہیں، کیونکہ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کا ماننا تو اسی وقت صحیح سمجھا جائے گا جبکہ محمدؐ رسول اللہ کو رسول سمجھا جائے۔ اس لئے کہ رسول ہی نے اسکو تحفتہً یا دعوۃً پیش فرمایا ہے۔ پیش کرنے والے کا انکار انکی دعوت کا انکار۔ بلکہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بہترین خلق بھی سمجھا، لیکن رسول نہ مانا تو بھی اسکے لئے نجات نہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ الخ (پ ۲۶ فتح ع ۲)

لیکن مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (پ ۲ بقرہ ع ۲۱) سے بعض لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه پر بھی ایمان لانا ضروری نہیں۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ ایسے لوگ اپنے اس خیال سے خود بچیں اور دوسروں کو بھی غلط فہمی سے بچائیں۔ اگر مسلمان ہوں تو ذمہ داری ہے اور اگر غیر مسلم بھی ہوں تو ان کو

بھی دعوتی چیز پر غور کرنا چاہئے' ورنہ قرآن اور اسکے رسول کی ضرورت ہی کیا تھی۔ رہا یہ کہ اسی قرآن کی بعض آیتوں یا انکے فہم کو مفید مطلب سمجھنا' اسکی دوسری آیتیں یا اسکے فہم صحیح کو ترک کر دینا ظلم ہے' بے انصافی ہے اور نفس کو دھوکہ میں رکھنا۔

رسولِ جہاں

قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. (پ۹ الاعراف ع ۲۰)

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ کَآفَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیْراً وَنَذِیْرًا. (پ ۲۲ سباء ع ۳)

لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرا (پ ۱۸ الفرقان ع ۱)

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ. (پ۱۷ الانبیاء ع ۷)

اور ذرا اس واقعہ کو نہ دیکھو کہ حضرت فاروق آعظمؓ جبکہ ایک مرتبہ حضور انور ﷺ کے سامنے توررات دیکھ رہے تھے' حضرت صدیق اکبرؓ نے اشارہ سے منع فرمایا اور اور کہا عمرؓ یہ کیا کر رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ تورات ہے یعنی کتاب (مرسلہ الہیہ) ہے' مطلب یہ ہے یہ ایمان لائی ہوئی کتاب ہے' اور خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں میں سے۔ اتنے میں حضور انور ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا۔ "وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلاَّ تِبَاعِیْ"

اگر موسیٰ خود بھی زندہ ہوتے تو انکو بھی بغیر میری پیروی کے چارہ نہ تھا۔ یعنی ان کو خود میری اتباع کرنی پڑتی' کیونکہ اصلی نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نجاتِ آخرت کے لئے اب بجز لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور قرآن کلام اللہ کے کسی اور کتاب یا نبی پر ایمان لانا کافی نہیں۔ اور ایمان کی تصحیح اور تکمیل کے

لئے مفید نہیں۔

س۔ کیا اسلام میں بعد اس کتاب قرآن اور محمدؐ رسول اللہ کے کوئی اور کتاب قابل تعمیل نہیں؟ اچھا تو کیا وہ مہاتما ورشی' یوگی' بزرگ' پادری' وغیرہ جو نیک اور اپنی مرضی سے قوم کے لئے بہت سے مفید کام کرتے ہیں اور خدا کی اس سچائی کو جان بوجھ کر ٹھکراتے ہیں۔انہیں بھی دین اسلام کے بغیر نجات نہیں؟

ج :اصولِ دین واسلام سے تو نہیں۔

س : کیا دین اسلام میں اب کوئی نیا پیغمبر نہیں آئیگا؟

ج : نہیں۔اس لئے کہ کتاب ہدایت جو کہ قرآن ہے مکمل ہے اور غیر متغیر' اور ہر زمانہ کے لئے بہترین رہبر اور اسکے سمجھنے والے' سمجھانے والے' اس پر عمل کرنے والے' کروانے والے تا قیامت رہینگے۔ اور اسکی ہدایتیں بھی تا قیامت مکمل رہیں گی،اسلئے کوئی کتاب یا وحی یا پیغمبر کی ضرورت نہیں۔

س : اگر کوئی نبوت کا مدعی ہو جائے تو؟

ج : اس کا دعویٰ غلط ہے اور نا قابلِ تسلیم اور اسکو اسکے نفس نے دھوکا دیا ہے۔ نفس نے تو ایسے کرشمے کئے ہیں اور کرتا رہتا ہے جیسے مسلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ (جو کہ جھوٹے نبی تھے)

س: کیا قرآن کی تعلیمات معاشرتی اعتبار سے بھی ہمارے لئے مفید ہیں؟

ج: مفید کیوں نہیں؟

س: تو پھر ہماری یہ حالت کیوں ہے؟

ج: ہماری اپنی سرکشی اور غفلت و لاپروائی اور بداعمالی و بداعتقادی کی شامت ہے،

جب تک ہم اچھے رہے ،اچھے چلے ،اچھے رہے ۔ تو اب آئندہ ؟ آئندہ بھی یہی ہوگا۔ اچھے چلینگے ،اچھا ہوگا۔ برے چلینگے برا، خواہ اجتماعی اعتبار ہو یا انفرادی، تو کیا عام و سرسری طور کے مسلمان نجات بھی نہیں پائینگے ؟ یہ کس نے کہا قطعاً نجات پائینگے۔ لیکن مدارج و فلاح دارین تو ایمان و عمل کی جامعیت ہی پر موقوف ہے۔

احسان

احسان کے معنی ہیں لغتاً .... کسی پر بوجھ رکھنا۔ تعریفاً نیکی کرنا۔ کسی کے لئے بھلائی کرنا۔ اصطلاح شرعی میں اس کا مفہوم ہے مشاہدہ و مراقبہ یہ ایک حدیث صحیح کا مضمون ہے۔ مشہور و متواتر ،جسے حدیث احسان و حدیث جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کا درجہ بعد قرآن مجید ،اہم ہے اسے ام الاحادیث بھی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن کے اعتبار سے سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے اور علمائے کرام اسی حدیث کو بنائے درویشی و تصوف کہتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے

ایک مسافر اعرابی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جس پر کوئی آثار سفر نمایاں نہیں تھے۔ بعد سلام دوزانو ہو کر نزدیک بیٹھ گیا اور سوال شروع کیا مَاالاِسلَام یَارَسُولَ اللّٰہ اسلام کیا ہے یا رسول اللہ ؟ آپؐ نے فرمایا۔ کلمہ پڑھنا۔ نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ حج۔ وہ یہ سنکر صَدَقتَ یعنی آپ نے سچ فرمایا کہا۔ پھر دوسرا سوال کیا وَمَاالاِیمَانُ یَارَسُولَ اللّٰہ ؟ ایمان کیا ہے ؟ آپؐ

ئیے فرمایا ان تومنوا باللہ یعنی اللہ پر ایمان لانا۔ ملائکہ (فرشتوں) کتابوں، رسولوں اور قیامت پر مرکر جی اٹھنے اور خیر وشر کی قدر کے من اللہ ہونے پر ایمان لانا۔ چنانچہ وہ یہ سنکر پھر کہا۔ سچ فرمایا آپ نے۔ تیسرا سوال وَمَا الْاِحْسَانُ یَارَسُوْلَ اللہ۔ احسان کیا ہے یارسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ ایسی عبادت کر اللہ کی گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو اگر نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی پہلے تو تو ایسی عبادت کر کہ گویا اس کو دیکھ ہی رہا ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکا تو ایسی صورت میں یہ سمجھکر کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ پھر وہ یہ سنکر کہا سچ فرمایا آپؐ نے یارسول اللہ۔ اسکے بعد پھر پوچھا کہ قیامت کب ہے یارسول اللہ۔ تو حضورت صلعم نے جواب میں فرمایا اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اس پر پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونوں برابر ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ اسی طرح کہا سچ فرمایا آپؐ نے۔ پھر وہ چلا گیا۔ حضورؐ نے حاضرین میں سے کسی سے فرمایا کہ اس کو بلالاو۔ جونہی لوگ اسکو فوراً بلانے گئے۔ دیکھا تو ندارد۔ عرض کیا حضورؐ وہ تو نہیں ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ جبرئیل تھے۔ تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ اب یہاں سے دین کے سیکھنے کی اہمیت غور طلب ہے۔ یہ کہ تلاش دین کرنا اور اس کے سیکھنے کیلئے اگر سفر کی ضرورت ہو تو سفر کرنا جہاں سے سیکھنا ہو وہاں دوزانو باادب بیٹھنا۔ متانت سے پوچھنا اور ساتھ ہی تصدیق کرنا۔ دین کو اتنا سیکھنا کہ دین والے اور اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت میں مشاہدہ کا اعتبار پہلے رکھا جائے یعنی مانند دیکھنے کے کرے۔ مشاہدہ دیدہ دل دیکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اتنا سمجھنا کہ بصیرت حاصل ہو۔

جو دیکھنے کی طرح ہو جائے اور اگر اتنی نہ ہو تو کم از کم اتنی تو ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے
کہ مراقبہ کا اعتبار و توجہ دل میں پیدا ہو۔اللہ اکبر کیا دین ہے اسلام اور کیسے
رسول ہیں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا احسان ہے ان کا سبحان اللہ و
بحمدہ۔

تحقیق مشاہدہ و مراقبہ: اس مشاہدہ و مراقبہ کی تحصیل اور اس کی تحقیق کی
ضرورت ہے۔اسکو کلمہ طیبہ کے اعتبار سے تحقیق کرنا مشاہدہ ہے۔اور بغیر
تحقیق کے یا بغیر ارشاد مرشد عارف و محقق صاحب شریعت' مشاہدہ نہیں ہو سکتا
ہے اور مراقبہ بھی بغیر اس کے ہو نہیں سکتا۔

س:اگر یہ کہا جائے کہ بعض مدعیان شریعت تو بیعت ہی کی ضرورت نہیں بتاتے؟

ج:وہ صاحب شریعت نہیں اہل شر ہیں اور انوار شریعت سے محروم۔

س:وہ قرآن سے بیعت کرنے کو کہتے ہیں ؟

ج:دیوانے ہیں چھوٹے دماغ کے،بے تحقیق" جب وہ قرآن سے بیعت کرو کہتے
ہیں تو گویا ایک رہبری کرتے ہیں اور اس سے بے خبر کہ قرآن خود ہی بیعت لے
لیگا۔ان کو یہ خبر نہیں کہ قرآن تو رسولؐ ہی سے ملا اور کسی نے آج تک
قرآن سے بیعت نہیں کی،نہ خود صاحب قرآن رسول اللہ ہی نے قرآن سے
کرائی۔اور پھر خود رسول اللہ سے بیعت علاوہ صحابہؓ کے اب تک لاکھوں
کروڑوں علمائے باللہ و اولیاء اللہ نے جو بیعت کی تو نعوذ باللہ ان پر کیا الزام آئے گا
نتیجہ یہ ہو گا کہ انہیں حضرات منکرین پر اس کا وبال لوٹے گا۔

(ضرورت شیخ) علامات شیخ کامل

(اقتباس التکشف والتصوف صفحہ ۶۸۔از مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

"کار مرداں روشنی و گرمی است   کار دوناں حیلہ و بے شرمی است"

روشنی سے مراد نور ایمان و عرفان، گرمی سے مراد گرمی عشق'

اس میں اشارہ ہے شیخ کامل کی پہچان کی طرف کہ ان کے یہ صفات ہیں (معرفت اور عشق) اور جو کمینے یعنی جھوٹے ہیں ان کی عادت حیلہ اور بے حیائی ہے۔

ف: مولانا نے شیخ کامل کے علامات اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔راقم اس کی تفصیل کرتا ہے۔

"جیسے مریض کو معالجہ کے لئے تندروست اور حاذق طبیب کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی امراض باطنی کے علاج کے لیئے ایسے شخص و مرشد کی حاجت ہے جو خود بھی متقی و صالح ہو۔ مبتدع (یعنی علماو عقیدۃً بدعت سیئۃ کرنے والا) و فاسق نہ ہو اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے۔کیونکہ اگر بد عقیدہ و بد عمل ہے تو اولاً اس پر یہ اطمینان نہیں کہ یہ خیر خواہی سے تعلیم کریگا وغیرہ۔ ثانیاً اس کی تعلیم میں انوار برکات و تاثیر و امداد غیبی نہ ہوگی۔اسی طرح اگر متقی و صالح تو ہو مگر تربیت باطنی کا طریقہ نہ جانتا ہو تو وہ بھی تعلیم کی رفع ضرورت نہیں کر سکتا ...... اسی طرح طبیب باطنی یعنی شیخ کے شیخ ہونے کی علامت یہ ہیں کہ کسی کامل کی خدمت میں مدت تک مستفید ہوا ہو، اہل علم اور اہل فہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔اس کی صحبت سے محبت الٰہی کی زیادتی اور محبت دنیا کی کمی قلب میں محسوس ہوتی ہے ہو اس کے پاس رہنے والوں کی

حالت روز بروز درست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو، اور وہ علم دین بقدر ضرورت جانتا ہو۔ یہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بناوے اور اسکو اکسیر اعظم سمجھے اور اس کی زیارت و خدمت کو کبریت احمر جانے (اور پھر یہی نہیں احترام و ادب خلیفہ شیخ بھی ضروری ہے۔)

عادت زیارت احترام خلیفہ شیخ

"اہل طریق کا امر طبعی اور عادۃ عامہ جو کہ موافق مقتضاء فطرۃ سلیمہ کے ہے یہ ہے کہ خلفاء اور متقرب مریدوں کی تعظیم و ادب بہ نسبت دوسرے عام مریدوں کے زیادہ کرتے ہیں۔ حدیث کی اس پر صاف دلالت ہے اور اس میں فروگذاشت کرنا اور اس سے عار و ننگ کرنا اور اسکو اپنے مماثل سمجھنا محض کبر و حسد ہے" (التکشف و التصوف صفحہ ۴۰۲)

تقویٰ

اس کے معنی ہیں ڈرنا اور پرہیز کرنا۔ یعنی خدائے تعالیٰ اور اس کی عظمت و جلال سے ڈرنا اور ان کے نواہی یعنی منع کی ہوئی باتوں یعنی نامرضیات سے پرہیز کرنا۔ چنانچہ قرآن میں جگہ جگہ وَاتَّقُوا اللہ آیا ہے اس کے بھی مجملاً دو اعتبار اور تفصیلاً چار قسم ہیں۔ جسمی، جس کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے۔ پھر قلبی، روحی، سری، جن کے خلاصہ اعتبارات یہ ہیں۔

جسمی تقویٰ: مثلاً اعضاء جوارح کا تقویٰ یہ ہے کہ اوامر و نواہی کی پابندی بدن سے عبادات بدنی کے اعتبار سے ہو۔

قلبی تقویٰ: قلبی یہ کہ ذہن و علم میں تسلیم و تصدیق ایمان کے ساتھ تصادم و توجہ بحق رہے یہ کہ نفع و ضرر کا تعلق نظر سے کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے۔

روحی تقویٰ: روحی یہ کہ اعتبار روح سمجھ کر صفات خلبقیہ کے عدمی امتیاز کو ملحوظ رکھ کر صفات الٰہیہ ذاتیہ کو پیش نظر رکھا جائے۔

سری تقویٰ: سری یہ کہ خلق اور خلق کے ذوات و مراتب کو مرتبہ، ثبوت و ظہور میں جس اعتبار سے کہ ان کے حقائق و ماہیات ہیں سمجھ کر بعد تحقیق ان و مظاہر جان کر شہود حق باعتبار بصیرت پیش نظر رکھا جائے اور ان سب باتوں کے حصول کے لئے ولی مرشد کے ارشاد و تعلیم و تفہیم کی ضرورت ہے۔

توحید

اس کے معنی ہیں ایک ٹھہرنا۔ یعنی تعریفاً حق تعالیٰ کی یکتائی باعتبار ان کی ذات و صفات و افعال کے یکتا جاننا اور ایسا جاننے میں مراتب خلق و حقائق خلق کا انکار و نفی نہ کرتے ہوئے حق تعالیٰ کی یکتائی کو سمجھنا۔ بصیرۃً دیکھنا، پانا پھر عین بحر وحدت ہو جانا۔ اسی توحید کیلئے اور اسی یکتائی کے مشاہدہ کیلئے خلق بنائی گئی ہے اور یہی مقصود آفرینش ہے اور یہ بغیر ولی مرشد کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بات یہ ہے کہ رسول کے دو اعتبار ہوتے ہیں۔ ایک ولایت، دوسرا رسالت، اعتبار رسالت عام، جس کا طریق ہدایت عام و فرض لازم ہے۔ اعتبار ولایت خاص ہے جس کی دعوت خاص ہے اور تحقیق کی ترغیب، مقربین و صدیقین کے سکون

قلب و سرور نظر کا سامان۔

تسلیم و تصدیق کے بعد فائدہ تحقیق: تسلیم و تصدیق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مالامال ہوگئے۔ خودداری کو اونچا کردیا۔ دنیا میں اعلون ہوئے دین میں بھی نجات کا سامان ہوا۔ درجات کا بھی دنیا بھی حسنہ ہوئی۔ دین بھی حسنہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً لیکن اب ہمت کو بڑھانا ہے ہے اشتیاق کو ایڑ لگانا۔ یہ سب تو آپ نے لیا۔

خود شناسی و حق شناسی: لیکن خود آپ اپنا پتہ نہ لگا سکے، جان سکے نہ پہچان سکے ادھر دنیا کے مزوں نے بھلا دیا، یا فکروں نے ادھر خیال جنت و نعمائے جنت کے سودے نے لبھا رکھا ہے۔ اپنی طرف بھول کر بھی نظر نہیں پڑتی۔ خود کون ہیں؟ خود میں کیا ہے؟ خودی کس کی ہے؟ خود کیا ہیں؟ خودی کیا ہے؟ اگر علم و عقل رکھ کر اپنا پتہ نہ لگایا گیا تو بیوقوفی، جنون ہے دیوانگی ہے اور ادھر تو یہ ہے ادھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ رہا ہے کہ ذرا میری طرف بھی غور کر۔ مجھے سمجھ کر دیکھ، میں کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں، مجھے پڑھا تو ہے، مانا تو ہے، پہچانا نہیں، پایا نہیں، زبان پر آیا ہوں، خیال میں دہرایا گیا ہوں، دل میں بھی لفظاً ترجمۃً بسا ہوں مگر ابھی حقیقت سے دور ہوں فہم سے بلند ہوں، تیری پستی، پست خیالی کہ تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے اور اسی خیال پر اکتفا کرلیا ہے۔ ابھی میرا مشاہدہ تجھے کہاں؟ ابھی میرا ادراک، میرا پانا، مجھے پہچاننا کہاں؟ ابھی تو اپنی خودی میں ہے، خود نمائی کو خودی سمجھا ہوا ہے، اور پھر اس خود نمائی کا اتا پتا کچھ نہیں جانتا۔ اسی سے دور پڑا ہے اسی خودی سے نکلے گا تو

پالے گا۔ پہچان لے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے خالق، تیرے رب، اور تیرے الہ کا کلمہ ہوں، علم ہو اسم ہوں مسمیٰ ہوں، نام ہوں، نام والا ہوں، اب تک مان کر عبادت کی، استعانت حاصل کی، اب جان کر پہچان کر، عبادت کر، اپنے میں پاکر عبادت کر، محال جانتا ہے؟ میرا ملنا مشکل جانتا ہے؟ پہچان، خیال جانتا ہے؟ دیوانہ ہے؟ دیوانہ ہے؟ دیوانے! گھبرا مت؟ اور جو چیز تجھے دعوتی طور پر دی گئی ہے اسی کی تحقیق کر۔ دیکھ، آفاق میں دیکھ، دیکھ انفس میں دیکھ، اپنی محض عقل سے مت دیکھ! میرے علم سے دیکھ، میرے نور سے دیکھ، میری بات سے دیکھ، میری ذات سے پا، میری دیکھ سے دیکھ، نہیں ابھی نہیں، تو حیران ہے، ہوشیار ہو پڑھ الا الہ الا اللہ پڑھ محمد رسول اللہ پڑھ، نفی کو پڑھ، اثبات کو پڑھ الہ کو جان اللہ کو پہچان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جان، رسول کو پہچان، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو تجھ میں ہیں، ان کا ذاتی نام تجھ میں ہے، وصفی نام تجھ میں، نفی کس چیز کی کی تھی؟ الوہیت کی کی تھی! یعنی چار اعتبارات الوہیت کی نفی کی۔ کس سے کی؟ خلق سے کی۔ غیر اللہ سے کی! غیر اللہ یعنی غیر اللہ سے مراد شئے یا اقسام شئے مخلوقہ" تو کیا شئے مخلوق سے الوہیت کی نفی تو نے تحقیقاً کی ہے یا تسلیم و تصدیق سے۔

تسلیم و تصدیق سے کی، تحقیقاً نہیں۔

اب تحقیقاً کر،

کیسے کروں؟

الوہیت کے چاروں اعتبار کو چھین،

چھینا! کیا رہا؟

خلق لاشئے ہوگئی، معدوم ہوگئی، عدم ہوگئی،
تو پھر خلق کسے کہتے تھے؟ کس کو سمجھتے تھے؟
شئے کو یعنی خلق کو جو کہ موجود تھی۔
نہیں، نہیں شئے تو از خود موجود نہیں۔
مخلوق نہیں تو پھر کون موجود تھا؟
شئے ہی موجود تھی، لیکن از خود بذاتہ شئے موجود نہیں تھی۔
تو پھر کس طرح موجود تھی؟ ہم تو اسی کو شئے سمجھتے ہیں۔
اسکی موجودیت، اسکے موجود کرنے والے، بنانے والے، پیدا کرنیوالے سے موجود تھی۔

یہ کیسے؟ ایسے کہ ذات یعنی ہستی اور قیومیت جو الہ کی چیز تھی خلق کے ساتھ تھی۔ رحمانیت و ظاہریت جو کہ صفات کاملہ، الہ کے اعتبارات تھے، خلق کے ساتھ تھے۔ ربوبیت و قوت کے اعتبارات جو الہ کے تھے خلق کے ساتھ تھے۔ تاثیر یا اثر جو ظہور افعال و ربوبیت و قوت کا اعتبار الہ کا تھا خلق کے ساتھ تھا۔ جب یہ سب الوہیت کی چیزیں شئے مخلوق کے ساتھ تھیں تو خلق، خلق معلوم دیتی تھی، تو کہیئے کہ از خود خلق خلق تھی یا خالق والہ کی خالقیت سے خلق خلق تھی، ہاں یہ تو صحیح ہے لیکن اب جبکہ یہ اعتبارات چھینے گئے یا چھینے جائیں تو پھر وہی لاشئے یا عدم کی عدم رہیگی یا عدم ہو جائیگی۔ نہیں نہیں اس کو نہ لاشئے وعدم ہونے دیا جائے گا نہ از خود شئے و موجود رکھا جائے گا تو پھر اس کا حشر کیا ہوگا؟ اس کو صاحب الوہیت اپنے علم میں رکھے گا جیسے کہ یہ معلوم تھی اور ہے۔ اس

اعتبار سے عدم محض تھی نہ ہے نہ ہو سکتی ۔اسی طرح یہ موجود محض یا قائم بالذات یا از خود قائم یا از خود ظاہر یا از خود صنعت ہو نہیں سکتی ۔ حقیقت کے لحاظ سے اس کو معلوم اور باعتبار خارج نمود بے بود کہہ سکتے ہیں اور بالذات وجود نہ ہونے کے لحاظ سے لاشئی و عدم محض اور یہ اعتبار اس کی تخلیق کے پہلے کا ہے اس لئے از روئے ظہور نمود ہے جبکہ اس کے ظاہر نے ظہور میں لایا، خالق نے مخلوق کیا۔ وجود نے موجود کیا۔اس اعتبار سے لاشئی محض، معدوم محض، نہیں کہہ سکتے تو پھر آخر اس کو کیا کہئے؟ باطن کے لحاظ سے معلوم کہیئے، ظاہر کے لحاظ سے مظہر، مخلوق تو پھر آخر اس کی موجودیت و مخلوقیت کا راز کیا ہے؟ سر کیا ہے؟ بصیرت کیا ہے؟اس کو کسی باخبر سے پوچھنا ہوگا، مقرب و صدیق سے پوچھنا ہوگا ۔ تو کیا آپ اس کو جہاں اتنا سمجھا رہے ہیں ایک ذرا اتنا اور بتا نہیں سکتے؟ بتا سکتے ہیں، لیکن ایسا بتانے کا قاعدہ ہے نہ ایسا تم سمجھ سکتے ۔۔ تو صاحب پھر یہاں تک آپ نے راز کھولا ہی کیوں؟اس لئے کہ اگر تم طالب ہو متلاشی ہو ، اپنے مولیٰ کا اشتیاق رکھتے ہو، شوق لقا ہو، ذوق مشاہدہ ہو، تو محروم نہ ہو جاؤ۔

س : لیکن اب ابھی ہم نے کیا سمجھا؟

ج: اچھا تو لو کچھ اور تفصیل سنو ۔ خلق کی ابتداء کیا ہے، خلق از خود خلق نہیں ،خالق ہی سے خلق بنی ۔اس خلق سے پہلے کوئی خلق نہیں تھی تو پھر اس کو کس مادہ سے خالق نے بنایا؟ ظاہر ہے کہ خلق سے پہلے خدا ہی تھا۔ روح و مادہ، خلق وغیرہ کچھ نہ تھا، تو پھر اس کی تخلیق کیونکر ہوئی؟ بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

نیٰ یکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ وَّكِیْلٌ نئی طرح پر بنانے والا آسمان اور زمین کا کیونکر ہو سکتا ہے اس کے
بیٹا حالانکہ اس کے کوئی عورت نہیں اور اسنے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف
ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر
چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کار ساز ہے۔ (پ ۷ انعام ع ۱۳)
بدیع یعنی بالکل نئی تراش کرنے والا اور اگر صرف کلمہ ہی سے دیکھنا چاہتے ہو تو تحقیق
کلمہ کیجئے۔

کوئی چیز خالق کے بغیر بنائے نہیں بنتی؟	تو اپنے خالق کی ہمیشہ محتاج نمود ہوئی
اسی طرح رب کی فعلیت و قوت بغیر مجبور رہتی ہے	تو اپنے رب کی ہمیشہ محتاج نمودِ فعل کسب ہوئی
اسی طرح موصوف بالذات کے کمالات و صفات کے بغیر معطل رہتی ہے۔	تو ہمیشہ اپنے ظاہر یعنی مُظہر کی محتاج نمودِ صفات ہوئی۔
اسی طرح قیوم و مقوم و ذی ہویت و نور کے موجودہ و قائم کئے بغیر لاشئے و عدم رہتی ہے۔	تو ہمیشہ اپنے مقوم کی محتاج نمود قیام ہوئی

تو اب اسکو یہ چیزیں کمالات جو کسی طرح خلقی نہیں، خلق کو جو اپنی حقیقت میں
ثابت ہے خلق کرنے کیلئے دی جائیں تو یہ تخلیق پا سکتی ہیں۔

اس کا یہ مفہوم ہوا کہ

خلق کو ہمیشہ کیلئے	کن سے	رابطہ رکھنا ضروری ہے
// //	فعلیت و قوت و بوریت سے	// // // //
// //	صفات و کمالات سے	// // //
// //	قیوم و مقوم و نور سے	// // //

اور اسی ربط کے اعتبار سے ہی خلق بن گئی، بغیر اس کے محال ہے۔ تو معلوم ہوا کہ الہ جو کہ خلق کا خالق ہے اپنی یہ ساری چیزوں کے فیضان کو خلق کی حقیقت میں منعکس کر کے آئینہ خلق سے خود کو ظاہر کر دیا جس سے خلق رونما ہو گئی اور الوہیت بھی ظاہر۔ یہی سبب ہیکہ لوگ بے سمجھے اعتبارات الوہیت کو خلق ہی کے سمجھ کر خلق کے پرستار بن گئے اور یہ بات ناگزیر ہے کہ بغیر الوہیت کی جلوہ افروزی کے یا بغیر الہ واحد یعنی اللہ اور اس کے کمالات الوہیت کے محیط ہوئے خلق کسی طرح کبھی مخلوق ہو نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص بھی خلق کو بجنسہ و بذاتہ ٹٹولیگا، ڈھونڈیگا تو محض خلق اپنی اصلیت کے ساتھ بغیر اس اعتبار مذکور کے ویسے کے ویسے نری ہاتھ کو نہیں آئے گی۔ اسی لئے تو لَا انّہ بِکُلِّ شئی مُحِیطٌ سن رکھو بیشک وہ ہر شئے پر محیط ہے کہ تنبیہ ہے۔

یہ خیال کہ علماء نے احاطت علمی مراد لی ہی تو ان کو بخوف فہم عوام اصل معنی سے ہٹ کر تاویل کرنا پڑا یا ان کی اپنی لاعلمی کی وجہ تاویل کرنی پڑی جو کم از کم بدعت ہے۔ انہیں چاہے تھا کہ تسلیم کا اعتبار پیش کر کے واللہ علم بمراوہ کہتے اور خود تحقیق ایمان حقیقی فرماتے۔ اور یہی سلف کا مذہب تھا یہ قیاس کہ حضرت

ابن عباسؓ نے معیت علمی فرمائی ہے اول تو روایت کی صحت تحقیق طلب ہے دوسرے نص کے مقابلہ میں ماوّل حقیقت ہے کہ معیت علمی بھی صحیح ہے اور معیت ذاتی بھی صحیح۔ چونکہ بغیر ذات کے صفات کا قیام ناممکن دوسرے کہیں بھی قرآن میں بلاذات کے صفت کی معیت ثابت نہیں جیسے وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً بیشک اللہ نے گھیر رکھا ہے سب شۓ کو علم سے (پ ۲۸ ۲۸ الطلاق ع ۲) تو ثابت ہوا کہ اللہ یعنی ذات حق نے ہی گھیر رکھا ہے صفت علم سے نہ کہ صفت نے اگر محض معیت علمی مراد حق ہوتی تو یہ ہوتا اِنَّ عِلْمَ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیطٌ یعنی بیشک علم اللہ کا سب شۓ کو محیط ہے۔

خلاصہ یہ کہ الوہیت کو خلق سے چھیننے کے لئے دعوت کلمہ طیبہ ہے مگر ہاں چھین لینے سے یہ مطلب ہے کہ اس سے ان اعتبارات کو توڑو اور توڑنے کے بعد اضافتاً جوڑو۔ اس توڑ اور جوڑ کے بھی دو اعتبار ہیں ایک تسلیم کا دوسرا تحقیق کا جیسا کہ گزرا۔ تسلیم کے اعتبار سے الوہیت کو ویسے ہی ذرا سمجھ کر مان لو تو دنیا میں تسلیم و تصدیق کے اعتبار سے تقویت قلبی پاؤ اور آخرت میں جنت کے مزے اڑاؤ لیکن اس بھی کسی سمجھے ہوئے سے سمجھو۔

<u>راہ تحقیق</u>: اور جو تحقیق کرو تو کسی عارف کامل ولی مرشد سے سمجھو۔ مشاہدہ کا لطف حاصل کرو دنیا میں بھی آخرت میں بھی ہر جگہ بصیرت سے اور بدل اینما تو لو فثم وجه الله کا بغیر تاویل نظارہ کرو اور اسی کو علم و تحقیق سے ادراک کرو تو انفس میں پاؤ نفس کو مطمئنہ بناؤ وَاللّٰہ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَیَھْدِیْ السَّبِیْلَ (پ ۲۱ احزاب ع) اب آگے کیا کہیں کیسا کہیں کس سے کہیں۔

جان و دل را طاقت ایں جوش نیست

یہ صحیح، اس تسر تک مزید سے کچھ سمجھ تو گئے لیکن پھر بھی مولیٰ تعالیٰ لطیف ہیں سبحان ہیں، باطن ہیں لن ترانی کہتے ہیں، جب موسیٰ کے ساتھ یہ حال ہے تو ہمارا کیا ٹھکانا؟ لاتدرکه الابصار ہے تو ہم کدھر؟ مَاعرفناکَ ہے تو پھر ہم کیا مشت خاک؟ تو کیا آپ کے دل میں اشتیاق و حب مولیٰ نہیں ہے؟ کیوں نہیں، کون ہو گا جسے ان میں سے کسی ایک بات کی بھی دھن نہ ہو لیکن ان موانعات کے نظریوں کو بھی دیکھئے، نہیں صاحب یہ حیلے ہیں۔ متلاشی اگر دھن کا پکا ہو عزم کا پختہ ہو وہ چپ کہاں رہتا۔ ہزاروں بندشیں بھی ہوں جکڑبندیاں بھی توڑ دیتا ہے، کیا آپ کو یاد نہیں کہ باوجود لن ترانی کے نہ سننے والے نے نہ سنی بے ہوش ہونے تک فرصت رہی اور ان کو بھی تجلی کرنی ہی پڑی۔ عاشق طالب کا بھی خیال رکھا پہاڑ کو تو جلادیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ عاشق طالب کو بچالیا۔ تھوڑی دیر کی بے ہوشی میں کام بن گیا۔ واہ موسیٰ کیوں نہ ہو کانَ وجیهاً فی الدنیاوالآخرة خیر یہ تو رسول تھے، اولوالعزم تھے فی الدارین شاندار تھے۔

ذرا غلامان رسول والہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو! یہ سب لن ترانی جانتے ہوئے "لاتدرک" کو مانتے ہوئے ماعرفناک کو پہچانتے ہوئے اللہ و رسول کے مرضیات سے خشیت رکھتے ہوئے ایمان کے نازک گھاٹیوں سے گذرتے ہوئے بھی پہونچ گئے۔ ادب رسول کو نین جان دارین ملحوظ نظر نیچی کئے ہوئے۔ زبان نرم کئے ہوئے، قلب کی بے چینی، دل کی تمنا، جان

کی آرزو اپنے ایمان کی جان سے جان جاناں کے قرب کا پتہ پوچھ لیتے ہیں۔ کیا بے چینی ہے! کتنا اشتیاق ہے کہ اقرب پہنچوں ، مالک کن فیکون ان کے اضطراب ان کے عشق ، انکی وارفتگی پر خود ہی کہہ اٹھتے ہیں مخاطب حضور سے ہے۔ جواب اپنے وارفتگاں سے "کیسے پیار سے" محبت سے فرماتے ہیں اِدھر سوال مقرب سے اُدھر رسول ﷺ مقرب ساکت ہے۔ عجب سماں ہے۔ سکوت میں سوال ہے۔ عشاق طالب قرب ، اللہ اللہ۔

وإذاسالك عبادى عنى فانى قريب

پھر یہی نہیں تفصیل لیجئے

اُجیب دعوة الّداع والیومنوبی اور پھر سیری نہ ہو تو اور چکھو ، خوب پیو ، سرشار ہو ، مست ہو جاؤ اپنے سے بے خبر ہو جاؤ ، شراب طہور ہے ، پلانے والے رب ہیں ، رحمٰن ہیں ، باتھ رحمتہ للعالمین کے" صورت میں اقرب محمد ﷺ ہیں بے صورتی میں حمید .... نحن اقرب الیہ من حبل الورید انفس کے اعتبار سے اور آگے ہے تو آفاق ہیں فثم وجه الله لطیف بھی ہیں۔ شہید بھی سبحان بھی ہیں۔ حمید بھی ، باطن بھی ہیں ، ظاہر بھی لن ترانی بھی فثم وجه اللّٰہ بھی لاتدراکه الا بصار بھی ہے فمن البصر فلنفسه بھی ماعرفناك بھی ہے اناعلکم الله بھی ہے قریب ہیں ، اقرب ہیں معیت ہے۔ ہویت ہے ساتھ ہیں اول ہیں آخر ہیں ، باطن ہیں ، ظاہر ہیں ، محیط بھی ، شہید بھی ، ہو بھی ، انا بھی اب ذرا بصیرت سے دیکھو خلق ہے مگر الوہیت سے قیام خلق ہے ، مگر خالق سے ۔ ظہور خالق ہے مگر خلق سے۔ الوہیت چھینو تو خلق کچھ نہیں۔ الوہیت

غ
کلمہ تمجید

دیدو تو خلق ثلق ہے۔ پھر دیکھو تو الہ خلق نہیں، خلق الہ نہیں، غور کرو تو الہ خلق سے چشم زدن تک بھی منفک نہیں، غافل نہیں۔

نفی خلق کرو تو خالق خفا

نفی خالق کرو تو سب فنا

رسول کو دیکھو تو اللہ نما

اللہ کو دیکھو تو رسول نما

وہ مرسِل یہ مرسَل۔ اے سُبحَان اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ۔

وصلی اللہ علی نور کزو شد نوربا پیدا زمیں از حب و ساکن فلک در عشق او شیدا

فقولو الھُلم صَلِ عَلے سیدنا وَمَولنا محمد وعلیٰ آلِ سیدنا وَمَولنا محمد وَآلہ واصحابِہ وَازواجہ وذریاتہٖ وبارک وسلم۔

اللہ۔ الرف ستہ

رموز خود شناسی

تو خود کو دیکھ بھی آخر' کہ تو ہے کون کس کا ہے
خودی کیا چیز ہے' کس کی ہے خود کیا ہے خدا کیا ہے
تو میں میں بولتا ہے' جانتا ہے میں ہوں میں 'لیکن
نہ تو تن وہ' نہ تو دل ہے' نہ تو جاں' کون گویا ہے
تو کہتا میں ہے' بتلاتا ہے اعضاء اور جوارح کو
خدا کو جانے گا کیا' خود کو ہی جب بھول بیٹھا ہے۔

نکل اپنی خودی سے' یا خودی میں ہی خودی اپنی
نہیں ہے وہ خودی تیری' خودی جس کو تو سمجھا ہے
خودی کو اپنی جب سمجھے گا' پالیگا خدا کو بھی
خودی سے اٹھ' خودی کو پا' خودی کا خود تو پردا ہے
خودی سے اپنی اے خود بیں' خودی خود تو نے کھوئی ہے
خودی کو اپنی کیا کھویا خدا کو اپنے کھویا ہے
اگر خود کو تو سمجھے گا تو پائے گا خدا کو بھی
خدا ہے آئینہ تیرا' تو آئینہ خدا کا ہے
نہیں ہوکر بھی غوثی ان کی نظروں کا تماشا ہوں
نظر بندی ہے کیسی اور یہ کیسا تماشا ہے

اسرار خودی

تو نکل کے خود سے خودی میں آ تو خدی میں اپنی خدا کو پا
تو خدا کی ذات کا آئینہ ہے نکال زنگ خودی ذرا
تو جسے سمجھتا ہے یہ خودی یہ خودی حقیقی خود ہی نہیں
تو خودی کو سمجھیگا جس گھڑی تو ملیگا تجھ کو ترا خدا
تو خودی سے پہلے گذر تری کہ خودی ملے تجھے سرمدی
توخودی سے خود نہیں آشنا تو خودی کا اپنی پتہ لگا
نہ سمجھ کہ تیرا گذر فقط تہہ آسماں یہ زمین ہے
کہ تو شہسوار ہے روح کا کہیں عرش سے بھی پرے تو جا
تو خلاصہء دو جہان ہے کسی بے نشاں کا نشان ہے
تو ہی سر کون ومکان ہے تو خودی کو اپنی سمجھ ذرا
نظر آنے میں تو کچھ اور ہے نظر نہاں میں کچھ اور ہے
ہے کسی کا نقش طلسم تو ہے فسوں کسی کی نگاہ کا
تو خودی رسیدہ کو پاکہیں تو خودی کے لینے کو گر کہیں
تو اگر نہ خود کو گرائیگا تو خودی ملے گی نہ ہی خدا
نہ سمجھ کہ ہوگا تو خود خدا کہیں خود کو بھی ہے وہ بھولتا
مگر اتنا پیش نظر تو رکھ کہ نہیں تو اس سے کبھی جدا
تو نہ رک طلب میں بڑھے ہی جا، کہ ملے تجھے ترا مدعا
تو یہاں تک آکہ کھلے تجھے کہ تو کیا ہے اور خدا ہے کیا
تو نہ پوچھ غوثی کا ماجرا کہ مٹا کے خود کو وہ کیا ہوا
جو خودی مٹی تو ملی خودی، جو خودی ملی تو خدا ملا

خدا کے پاس کیا ہے ایک ہو ہے — جو کچھ بھی ہے نبیؐ کے روبرو ہے
اسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں — تجلی یار کی ہی چار سو ہے
احد کو پردہ احمد میں دیکھا — خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں — مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے
نکالے یار کو اب ڈھونڈ کر ہم — وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
محمدؐ پر فدا سو جاں سے میں — یہ میرے یار کے بس ہو بہو ہے
نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی — یہ نقش یار کا بے سر ہو ہے۔
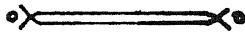
دنیا میں نظر زلف محمدؐ پہ پڑی ہے — مدت میں کہیں اب میری تقدیر لڑی ہے
کم مستیٔ عشق نبویؐ ہوتی ہے واعظ؟ — دیوانے یہ مئے تو میری گھٹی میں پڑی ہے
تصویر سے کیا کام ہے عشاق نبیؐ کو — صورت یہ میرے دل کے نگینہ میں جڑی ہے
جو لذت ہے میرے دل ہی سے پوچھو — اتنا ہے مزہ جتنی کہ یہ چوٹ کڑی ہے
دیکھو تو ذرا مرنا میرا عشق نبیؐ میں — سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن سی کھڑی ہے
ہر سانس میں احمدؐ کی صدا اٹھتی ہے دل سے — واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے
جاں غوثی نے دی آج فقط عشق نبیؐ میں — اتنی سی تو بات ہے مگر دھوم مچی ہے۔

از مولانا صحوی شاہؒ

رخسار محمدؐ کی ضیاء چاروں طرف ہے
انفاس محمدؐ کی ہوا چاروں طرف ہے
ہر قلب ہے سرشار مئے حب نبیؐ سے
زلفانِ محمدؐ کی گھٹا چاروں طرف ہے
ہیں اصل میں یہ حسنِ محمدؐ کی ادائیں
شب ہو کہ سحر صبح و مسا چاروں طرف ہے
ظلمت بھی ہر اک شئے کی اجاگر ہے اسی سے
تنویر محمدؐ کی ضیاء چاروں طرف ہے
رحمان دو عالم نے ظہور اپنا کیا ہے
ہاں جلوۂ احمدؐ ہی چھپا چاروں طرف ہے
پلتا ہے زمانہ اسی سائے میں ازل سے
پھیلی ہوئی رحمت کی رِدا چاروں طرف ہے
ہم دل سے فداء جان سے قربان ہیں جس کے
وہ صورت ہر شئے سے کھلا چاروں طرف ہے
کب بند ہوا عُقدۂ پنہاں محمدؐ
دروزہ حقیقت کا تو وا چاروں طرف ہے
جس سمت جدھر دیکھو تو ہی جلوہ فگن ہے
صحوؔی بھی ترے در پہ فدا چاروں طرف ہے۔

نغمہ الوہیت

از مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ

زبان سے لب سے عیاں لا الہٰ الا اللہ — نظر میں دل میں نہاں لا الہٰ الا اللہ
ہر ایک شئے سے عیاں لا الہٰ الا اللہ — ہر ایک شئے میں نہاں لا الہٰ الا اللہ
وجودِ کون و مکان لا الہٰ الا اللہ — نمود و بود جہاں لا الہٰ الا اللہ
نسیم باغ جناں لا الہٰ الا اللہ — بہار جنت جاں لا الہٰ الا اللہ
سبوئے پیر مغاں لا الہٰ الا اللہ — خمارِ دیدۂ جاں لا الہٰ الا اللہ
سلوک خلوتیاں لا الہٰ الا اللہ — سرورِ جلوتیاں لا الہٰ الا اللہ
چراغ راہرواں لا الہٰ الا اللہ — مسیح و خضر نشاں لا الہٰ الا اللہ
عجیب سر نہاں لا الہٰ الا اللہ — ورائے طرز بیاں لا الہٰ الا اللہ
گئی ہے صحوی کی جان لا الہٰ الا اللہ — ہوا نہ کچھ بھی بیاں لا الہٰ الا اللہ

محبوب نازنینہ صلی اللہ علیہ وسلم

از مولانا غوثوی شاہ

سلطان تاجداران شہہ شہانِ خوباں
ناز ہمہ حسینا دلدارِ دلربا باں
تجھ سے بہار عالم دل بند صد گلستاں
تو ہی حیات عالم اے جان جملہ جاناں
سر تاج ماہ زویاں سر خیل جنگجو یاں
سرتاج کج کلاباں محبوب ناز نیناں
اے صدر بزم امکان اے میرے محفل جاں
تقدیر جملہ اکوان اے بخت خوش نصیباں
فردوس چشم بینا اے پیک صد گلستاں
اے جان غوثو ینا اے وجہ دین و ایماں

منقبت در شان امام اعظم بو حنیفہؒ

از: مولانا غوثوی شاہ ساجدہ صاحب

بو حنیفہ ہیں اماموں کے امام ہیں یقیناً آیت خیر الانامؐ
علم میں اوجِ ثریا ہے مقام مژدہ فخر رسل خیر الانامؐ
ہم ہیں ناچیز اور وہ عالی مقام کر سکیں کیا مدح ان کی خیر الانامؐ
گوشہ گوشہ دین کا روشن کیا آپ ہیں مہر، آپ ہیں ماہ مقام
متبع ہیں اولیاء اور اصفیا دین جن کا ہے حنیف ان کا نام
اہل سنت پیروان مصطفےٰؐ بو حنیفہ اہل سنت کے امام
غوثوی ساجدؔ بھی ہے اک مقتدی
بو حنیفہ آپ ہیں اس کے امام

ہماری مطبوعات

☆ جام بہ جام ☆ اسرار توحید ☆ خرمن کمال ☆ کلمات کمالیہ ☆ رباعیات ابوسعید ابوالخیر مخزومی علیہ رحمتہ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆ کلمہ طیبہ ☆ مقصوبیت

☆ نوالنور ☆ معیت الہ (تصوف)

☆ طیبات غوثی (منظومات) ☆ مواعظ غوثی

حضرت مولا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆ سیر عبدیت (واقعہ معراج) ☆ نذر مدینہ (نعتیں) ☆ کتاب مبین (پارہ اول و پارہ دوم) الم تراو الناس (منظوم قرآن)

☆ تشریحی ترجمہ قرآن ☆ گیاہ مجالس ☆ تقدیس شعر معہ اضافات

☆ تطہیر غزل (مجموعہ کلام) ☆ اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)

☆ سلسلۃ النور (شجرہ بیت) ☆ بدعت حسنہ ☆ رد منافقت

☆ الم ترو الناس

حضرت مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف

☆ میزان طریقت ☆ رسول جہاں ☆ اسرار الوجود

☆ تذکرہ نعمانؒ ☆ تاریخ صوفی ☆ قرآن سے انٹرویو

کلمہ طیبہ ث

☆ تاج الوظائف ☆ مراۃ العارفین ☆ کبریت

احمر

☆ جوہر سلیمانی ☆ عظمت مدینہ ☆ حج

گائیڈ دیارین

☆ کتاب سلوک ☆ فیوضیات کمال ☆ توصیف

کمال ☆ تعلیمات صحویہ ☆ عقائد اہل سنت

☆ خاتم النبین

☆ تذکرہ شیخ اکبر ☆ گلکدہ خیال (منظوم کلام) ن حسین

☆ افصحا العرب زیر اشاعت ☆ مسافر زیر اشاعت